





# تقریبات

از زبده العلماء، الاتقیاء، قدوة الفقہاء، الفضلاء حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب مفتی

دارالعلوم دیوبند لائٹ شمس الفضلہ باز غفرلہ

الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام على رسولہ محمد والہ وصحابہ أجمعین واتباعہم  
الیوم الدین۔ اما بعد بندہ نے اس رسالہ آداب المساجد کو من اولہا الی آخرہ بالاحتیاط وکیما فضائل وآداب  
مسجد واحکام ومسائل ضروریہ متعلقہ مسجد میں انشاء اللہ تعالیٰ کافی ودافی ہے۔ اور روایات فقہ وحدیث جو اس سال میں منقول  
ہیں صحیح مستند ومعتمد ہیں، اللہ تعالیٰ مولف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس سال کو مقبول ومفید فرمائے آمین۔ و آخر  
دَعُونَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

کتبہ العبد الاحقر عزیر الرحمن عفی اللہ عنہ المفتی بدارالعلوم دیوبند  
(۹ صفر المنظر ۱۳۳۳ھ)

از بقیۃ السلف حجة الخلف آیتہ من آیات اللہ حضرت مولانا و شہناہ محمد انور شاہ صاحب  
صدر المذہبین دارالعلوم دیوبند دامت برکاتہم

الحمد لله رب العالمین والعاقبة للمتقين والصلاة والسلام على رسولہ محمد وعلى آله وصحابہ  
أجمعین۔ اما بعد آداب مساجد اور حدود احکام شریعت غرامین تہا وں اور بے پروائی جوئی زمانہ اور غامی کسی پر خفی  
ہیں اور مسائل حلال حرام کی تبلیغ تعلیم کو جیسا کچھ حقراہ تنگ خیالی خیال کیا جاتا ہے وہ بھی معلوم لیکن تاہم صدق  
اور تبلیغ اہل حق کرتے ہی رہیں گے۔ اور حسب ارشاد حدیث شریف ایک طائفہ اہل حق کا ہمیشہ منصوبہ ہی رہیگا۔ بنا علیہ خیال  
مستطاب فاضل اکمل صاحب دیانت وتقویٰ مولوی محمد شفیع ولد جناب مولوی محمد حسین صاحب دیوبندی نے جو دونوں  
حضرات دارالعلوم دیوبند کے مدرسین میں سے ہیں آداب اور مسائل مساجد میں یہ رسالہ حسبہ اللہ تالیف کیا ہے شاید کسی کو  
حق تعالیٰ اس کے مطالعہ سے ہدایت اور استراحت آداب مسجد کی توفیق نصیب کرے۔ خدا سے برتر جناب ممدوح کی ترقی تہ  
دینی ودنیوی فرمائے۔ واللہ الموفق +

بندہ محمد انور عفا اللہ عنہ مدرس دارالعلوم دیوبند







بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## نحمدہ و صلی علی رسولہ الکریم

الحمد لله الذي احب من البقاع مساجد ها وتخير لجواره القدس را كها وساجد ها  
وصلى الله تعالى على عبده الذي اسرني به ليلا من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى الذي  
بارك حواره فجعل طاعته طاعة وقوله قوله وعلى آله واصحابه الذين بهم زين المساجد وانوارها  
ونظائر رياض الجنة وعمارها وسلم تسليما كثيرا كثيرا.

اما بعد آج جبکہ دین اور علوم دین کی کساد بازاری کا وقت ہے اور شعائر اسلام پامال  
ہو رہے ہیں مسلمانوں کے مقامات مقدسہ ان کے ہاتھوں سے نکل رہے ہیں وقت  
یہ کہ ایک ایمان رکھنے والا قلب غم سے پگھل جائے اور ایک حق پرست آنکھ اپنی  
بینائی پر کور ہو نیکو ترجیح ہے۔

لیکن یہ شعائر اسلام کی پامالی اور مقامات مقدسہ کی بھرتی اگر ایک قوی دشمن کے ہاتھوں  
سے اور ہمارے اختیار اور طاقت سے باہر ہے تو شاید خداوند کریم ہمیں معذور رکھے۔ مگر  
اے حضرات ان منظام کا ہمارے پاس کیا جواب ہے جو جتنے خود شعائر اسلام پر کڑے ہیں  
اور ان کو اپنے ہاتھوں سے مٹایا ہے اس بے حرمتی کا کیا عذر ہے جو خود ہمارے  
ہاتھوں اور پاؤں نے مقامات مقدسہ میں کی ہے۔

یہ صحیح ہے کہ خداوند عالم کے بڑے بڑے مقدس مقامات جہاز اور شام اور عراق کی



مبارک زمین کے حصے میں آئے ہیں لیکن اس کی ساتھ یہ بات بھی قابل انکار نہیں ہے کہ خدا کی زمین کا ہر قطعہ اور ہر حصہ ایسے مقامات مقدسہ سے معمور ہے جو اپنے تقدس میں بیت المقدس پر تو اتر کھتے ہیں۔ اور جن کو ہم مساجد کہتے ہیں۔ ہر ایک مسلمان کو غور کرنا چاہئے کہ ہم نے اپنے ان مقامات مقدسہ کی کیا توقیر و تعظیم کر رکھی ہے جو کہ ہمارے ہاتھوں میں ہیں کہ ہم ہاتھوں سے نکلے ہوئے مقامات مقدسہ کو روتے ہیں۔

توبروں درجہ کردی کہ دروں خشا آئی

آہ آج ہماری بہت سی مسجدیں تو نماز اور جماعت کو ترستی ہیں اُن میں انسانوں کے بجائی قسم قسم کے جانور معتکف نظر آتے ہیں۔

گفتم ایں شرط آدمیت نیست مرغ تسبیح خوان و تو خاموش

اور جو کچھ آباد بھی ہیں تو ایسی کہ شرعی اصطلاح میں اُن کو آباد نہیں کہا جاسکتا بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی مسجد کے متعلق فرماتے ہیں

مساجد مہم معصورة وہی خراب | اخر زمانہ کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر آباد ہو رہی مگر حقیقت ویران۔

اول تو اُن میں نمازی کم ہیں اور جو کچھ ہیں تو مسجدیں اُن کی نشست گاہ (چوپال) بنی ہوئی ہیں۔ آہ آہ رب العزّة والجلال کی بارگاہ اور اُس کی یہ توقیر آج خدا کے گھر اُس کے ذکر سے خالی ہیں اور دنیا کے تمام دہندے اُن میں موجود۔ ہر قسم کے قصے قضیے وہاں طے ہوتے ہیں۔

بازاروں کا شور و شغب وہاں موجود ہے۔ وہ کھانا کھانے کے گھرے بھی ہیں اور لیٹنے اور سونے کے لئے آرام گاہیں بھی غرض سب کچھ ہے مگر اُس چیز کا قحط ہے جس کیلئے خداوند عالم کی یہ بارگاہیں بناء کی گئی ہیں۔

سلف صالحین کی سنت تھی کہ مساجد میں خوشبوئیں لگاتے اور دھونی دیتے تھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہر جمعہ کے روز مسجد کو صاف کرتے اور خوشبو لگاتے اور خوشبو کی دھونی دیتے تھے مگر آج ہماری مسجدیں خوشبو کے بجائے بدبو اور نجاسات سے ملوث ہیں۔ خوشبو کی دھونی کے بجائے اُن میں مٹی کا بدبو دار تیل جلا یا جاتا ہے۔ خدا کے مقدس فرشتے ہمارے ہاتھوں سے تنگ ہیں۔ ہم



مسجد میں آتے ہیں کہ ثواب لیکر جائیں۔ لیکن وہاں سے فرشتوں کی بددعا میں لیکر بوٹتے ہیں۔  
کیونکہ جب کوئی شخص مسجد میں دنیا کی باتیں شروع کرتا ہے تو فرشتے پہلے کہتے ہیں۔

اسکت یا ولی اللہ۔ (اے اللہ کے ولی چپ) پھر اگر وہ چپ نہیں ہوتا اور باتوں میں لگا رہتا  
ہے تو کہتے ہیں اسکت یا بغیض اللہ۔ (اے اللہ کے دشمن چپ) پھر اگر اس سے بھی  
آگے بڑھتا ہے تو وہ کہتے ہیں اسکت لعنة الله عليك (تجھ پر خدا کی لعنت چپ)  
(کذا فی المدخل لابن حاج)

ان امور کو دیکھ کر خیال آیا کہ ایک مختصر سا سالہ آداب مساجد کے متعلق لکھ دیا جائے  
اگرچہ اپنی بے بضاعتی اور کم علمی اور گناہوں کی رو سیما ہی اس میں سدراہ ہوتی تھی۔ لیکن  
یہ سوچ کر اس کو شروع کر ہی دیا کہ شاید کوئی خدا کا نیک بندہ اس سے نفع اٹھائے۔ اُس کے  
طفیل اور دعائے اس عاصی ناکارہ کو بھی توفیق عمل ہو جائے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔  
اور اس لئے ناظرین کرام سے گزارش ہے کہ اس پر عمل کرنے کی خود بھی کوشش کریں  
اور دوسروں کو بھی سنا کر اس کی طرف متوجہ کریں۔ نیز اس عاجز تباہ کار کو بھی دعا خیر میں فرہوش  
نہ کریں اس کے بعد میں مقصد کو شروع کرتا ہوں۔ وما توفیقی الا باللہ رب العالمین  
هو حسبی ونعم الوکیل۔

## فضائل مساجد کا بیان

مساجد اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں حدیث میں ہے

ان بیوت اللہ تعالیٰ (الی) من رآہ فیہا  
منتخب الکثر نقل عن البعیم الکبیر للطبرانی  
بیشک زمین میں اللہ کے گھر مساجد ہیں اور بیشک  
اللہ نے نرمہ لیا ہے کہ اُس شخص کا اکرام کرے گا  
جو اُس کی زیارت کے لئے مساجد میں آئے۔

اس لئے مساجد کی عظمت و حقیقت خداوند عالم کی عظمت ہے اور اُن کی بے ادبی خداوند  
کبریا و جلال کی بے ادبی و العیاذ باللہ تعالیٰ۔

تنبیہ) مساجد خدا کے گھر ہیں جیسا کہ حدیث سے ثابت ہوا۔ لیکن اس سے



یہ مست سمجھو کہ وہ سبوح و قدوس مسجد کی چہار دیواری میں اس طرح بیٹھا ہے جیسے ہم اپنی مکانوں میں بیٹھتے ہیں بلکہ اس کو ایسا سمجھو جیسے آفتاب کے مقابل جب آئینہ کر دیا جائے تو آفتاب کی خاص تجلی سے وہ خود بھی جگمگا اٹھتا ہے اور دوسری چیزوں کو بھی روشن کرتا ہے حالانکہ آفتاب جو زمین سے کئی لاکھ گنا زائد ہے اس چھوٹے سے آئینہ میں کسی طرح نہیں آسکتا اسی طرح (بلا تشبیہ) خدا کے قدوس کی خاص تجلی ان گھروں پر ہے جس سے ان میں انوار الہیہ پائے جاتے ہیں اور ان میں رہنے والوں پر ان کی کرنیں پرتی ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال مسجدیں بہشت کے بازار ہیں | مستدرک حاکم میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ المساجد سوق من اسواق الآخرة من دخلها كان ضيفاً  
لللہ قراء المغفرة وتشفته الكرامة (منتخب لکنز)

ترجمہ) مسجدیں بازار ہیں آخرت کے بازاروں میں سے جو شخص ان میں داخل ہو گیا وہ اللہ کا مہمان ہے اس کی مہمانی مغفرت ہے اور اس کے لئے تحفہ تکریم و تعظیم ہے جس طرح علی الصبیح دنیائے بازار لگتے ہیں اور لوگ اپنی اپنی حاجات کے موافق خرید و فروخت میں مشغول ہوتے ہیں اسی طرح اس وقت یہ آخرت کے بازار بھی لگائے جاتے ہیں اور خدا کے نیک بندے ان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

بوقت صبح جو خورشید نہ : کھاتا ہے جودل سے پوچھتا ہوں تو کہہ کر کو جاتا ہے	کوئی حرم کو کوئی سیکہ کو جاتا ہے تو بھر کے آنکھوں میں آنسو یہ پڑھ سنا تا ہے
علی الصباح کہ مریم بکار و بار روند	ایلا کشان محبت بچوے یار روند

اور اسی کی تائید کرتی ہے وہ حدیث جس میں ابن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے  
کل الناس یغدو فبائتہ نفسہ فمعتقہا او موبقہا۔ (مسکوٰۃ)

ترجمہ) ہر ایک آدمی صبح کو اٹھتا ہے تو اپنے نفس کا بیچنے والا ہوتا ہے پھر کوئی اس کو (اعمال حسنہ کے عوض میں) آزاد کر لیتا ہے اور کوئی (اپنی بد اعمالیوں سے) اس کو ہلاک کر دیتا ہے دنیا کے بازاروں سے اس خیر و زہ و نیوی گھر کا سامان خرید اجاتا ہے اور آخرت کے بازاروں میں اس سچے آخری گھر کا سامان لیتا ہے جس میں ہمیشہ رہنا ہے۔ اسے دنیا کے بازاروں کی سیر کرنے والو خدا کے لئے کچھ دیر ان بازاروں کی بھی تو سیر کر لو۔



مساجد جنت کے باغات ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم جنت کے باغات پر گزرو تو اس کے پھل کھاؤ۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ جنت کے باغات کیا ہیں۔ فرمایا کہ مساجد ہیں۔ پھر عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ان کے پھل کھانے سے کیا مراد ہے۔ فرمایا کہ یہ کلمہ پڑھنا۔ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ (ترمذی)

دنیا کی تمام جگہوں میں سب سے زیادہ پیاری جگہ اللہ کے نزدیک اُس کی مساجد ہیں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث میں روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمام جگہوں میں بدترین جگہ بازار ہے اور سب میں بہترین جگہ مساجد ہیں۔

وجہ غالباً یہ ہے کہ پیدائش عالم کا مقصد حکیم قرآن عزیر صرف ذکر اللہ اور اُس کی اطاعت ہی اُس لئے جو جگہیں اس مقصد کو زیادہ ادا کرتی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین ہیں اور جن جگہوں میں ذکر اللہ کے بجائے غفلت اور طاعت کے بجائے معصیت ہوتی ہے وہ اللہ کے نزدیک بدترین ہیں مساجد چونکہ ذکر اللہ کے لئے بنائی گئی ہیں اُس لئے وہ بہترین جگہیں ہیں اور بازار چونکہ عموماً غفلت اور معاصی جھوٹ اور دغا بازی اور شور و شغب اور جھگڑوں کی جگہ ہیں اُس لئے اللہ کے نزدیک مبغوض ترین ہیں۔

اور اس لئے صحابہ کرام اور سلف صالحین رضی اللہ عنہم اگر بازاروں میں جاتے یا وہاں دکان کرتے تھے تو اس کی کوشش کرتے تھے کہ جس وجہ سے بازار اللہ کے نزدیک مبغوض ہے اُس کو اپنے پاس نہ آئے دین چنانچہ بازاروں میں خرید و فروخت کے وقت بھی ان کا یہ حال ہوتا تھا کہ ہر دست بکار وں بیارہ

توئی مقصود اگر مشغول غیمر توئی مطلوب اگر نزدیک ویرم

ان کی حالت یہ تھی کہ ایک لوہار اگر ہتھوڑا اوپر اٹھائے ہوئے کسی کو سے پر مارا چاہتا ہے مگر یہ میان میں آذان کی آواز کان میں پڑ گئی تو فوراً ہتھوڑے کو ہاتھ سے رکنہ خدا کے گھر کی طرف دوڑتا ہے اور اس کو بھی گوارا نہیں کرتا کہ اٹھائے ہوئے ہتھوڑے کی ضرب سے کام لے (یہ واقعہ امام ابو داؤد نے بعض سلف سے نقل کیا ہے) ان کا حال یہ تھا کہ آذان کی آواز



اُن کے بازاروں میں سناٹا ڈالتی تھی فوراً دکانیں بند کر کر اور خرید و فروخت کو چھوڑ کر مساجد کی طرف دوڑتے تھے ایسے ہی حضرات کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع | وہ ایسے اچھے لوگ ہیں کہ اُن کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر عن ذکر اللہ غافل نہیں کرتی۔

اور چونکہ بازار شر و فساد کی جگہ ہیں اس لئے سنت ہے کہ جب بازار جائے تو یہ کلمہ پڑھے  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ الْمَلِكُ وَلَهُ الْحُكْمُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَلَهُ الْحَيَاةُ وَالْمَوْتُ  
وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

حدیث میں اس کے بڑے بڑے فوائد مذکور ہیں۔ اُن حضرات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص بازار میں داخل ہونے کے وقت یہ کلمہ مبارک پڑھے اُس کے لئے ایک لاکھ ثواب لکھے جاتے ہیں اور ایک لاکھ گناہ معاف کئے جاتے ہیں اور ایک لاکھ درجات بلند کئے جاتے ہیں اور اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنایا جاتا ہے (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

بعض صحابہ سے روت کیا جاتا ہے کہ وہ کبھی کبھی صرف اس کلمہ کو پڑھنے اور اُس کا ثواب عظیم حاصل کرنے کے لئے ہی بازار جایا کرتے تھے۔

سبحان اللہ ان کے تقویٰ اور ذکر کرنے بازاروں کو بھی اُن کے لئے مساجد بنا دیا اور اس عظیم الشان نفع اخروی کا باعث کر دیا۔ اور آہ کہ آج ہماری غفلت اور معاصی کے انہماک نے ہماری مساجد کو بھی بازار بنا رکھا ہے۔ وہ دنیا کے بازاروں میں سے بھی آخرت کا سامان ڈھونڈھلاتے تھے اور افسوس کہ ہم آخرت کے بازاروں سے بھی کورے واپس جاتے ہیں نہ دین ہی متاع ملتا ہے اور نہ دنیا ہی کا بلکہ اس سے بھی زیادہ خسارہ یہ ہے کہ وہ اپنی رہی رہی گانٹھ کٹو کر آتے ہیں اور حسنا سے کو بھی وہاں کھودیتے ہیں کیونکہ علامہ ابن ہمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں کہ مسجد میں دنیا کی باتیں نیکیوں کا اس طرح صفایا کر دیتی ہیں جیسے چوپائے گھاس کھا جاتے ہیں۔

اللهم اعذنا منه انه لا حول ولا قوة الا بالله



سجد دنیا کا سب سے پہلا اور سب سے آخری گھر ہے

سب سے پہلا ہونا تو قرآن مجید سے ثابت ہے اللہ

تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى

(ترجمہ) بیشک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے قائم کیا گیا ہے وہ وہ گھر ہے جو مکہ معظمہ میں ہے برکت اور ہدایت والا یعنی بیت اللہ۔ مفسرین نے نقل کیا ہے کہ زمین کی پیدائش کی ابتدا بھی اسی جگہ سے ہوئی ہے اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کا سب سے پہلا گھر کعبہ مشرف ہے جو کہ مہربی بلکہ تمام دنیا کی مسجدوں کی اصل ہے اور مساجد کا سب سے آخر تک رہنا ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ منتخب کنز العمال میں بحکم اوسط طبرانی سے روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ تذهب الارضون کلھا یوم القیامة الا المساجد فانھا ینضمن بعضھا الی بعض۔

(ترجمہ) قیامت کے دن ساری زمینیں جاتی رہیں گی سوا مساجد کے کہ وہ سب آپس میں مل جائیں گی اور ایک جگہ جمع ہو جائیں گی۔

اور ظاہر یہ ہے کہ سب ملکر کعبہ مکرمہ اور مسجد حرام کے ساتھ جمع ہوں گی کیونکہ وہ ہی سب مسجدوں کی اصل ہے اور بعض احادیث میں ہے کہ پھر سب مسجدیں ملکر جنت میں چلی جائیں گی۔ حاصل یہ ہے کہ زمین اور اس کے تمام گھروں میں سب سے پہلا گھر مسجد ثابت ہوئی اور پھر جبکہ قیامت کے دن زمینوں کے ٹکڑے اڑ جائیں گے اور تمام گھر شمار ہو جائیں گے اور پہاڑ روئی دھنی ہوئی کی طرح اڑتے پھریں گے اسوقت بھی مساجد بقی رہیں گی اور جنت میں چلی جائیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بما ہو کائن۔

سجد کے پردس کی فضیلت | حدیث میں ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو گھر مسجد سے قریب ہو اس گھر کی فضیلت اس گھر پر جو مسجد سے دور ہو اتنی ہے جتنی ایک مجاہد غازی کی فضیلت ایک غیر مجاہد پر۔ مسلم عن ابی ہریرۃ عن جابر بن مطعم والطبرانی (۱) لیکن اس فضیلت کا یہ مقصد نہیں کہ جن لوگوں کی مکان مسجد سے دور ہوں وہ انہیں چھوڑ دیں۔ کیونکہ یہ مسئلہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہو چکا ہے آپ نے



مسجد سے دور رہنے والے حضرات کو بھی یہی حکم دیا کہ اپنے اپنے مکانات میں رہو  
اُن کو چھوڑ کر مسجد کے قریب گھر بنانے کی ضرورت نہیں کیونکہ مسجد کی طرف جتنی زیادہ  
دور سے چل کر آؤ گے اتنا ہی زیادہ ثواب پاؤ گے۔

جس کا مفصل واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ مسجد نبوی کے قریب ایک قطعہ زمین کا خلی  
ہوا۔ تو قبیلہ بنو سلمہ نے جن کے مکانات مسجد سے دور تھے ارادہ کیا کہ اُس کو خرید کر  
وہاں اپنے مکانات بنالیں۔ جب بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ نے  
اُن سے پوچھا کہ کیا تمہارا یہ ارادہ ہے کہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر مسجد کے قریب آ جاؤ۔ انھوں  
نے اقرار کیا آپ نے فرمایا: اے بنی سلمہ اپنے گھروں میں رہو جب تم مسجد کی طرف  
اُٹو گے (تو تمہارے قدم نیکیوں میں لکھے جائیں گے) (جتنی زیادہ قدم پڑیں گے اتنی  
ہی نیکیاں زیادہ ملیں گی۔

عرض یہ ہے کہ جس کا گھر مسجد کے قریب ہو وہ اُس پر خدا کا شکر کرے کہ اُس کو اللہ  
نے یہ فضیلت دی ہے اور جس کا مکان دور ہو وہ اس کو نہ چھوڑے بلکہ دوسری صورت سے  
ثواب حاصل کرے یعنی کثرت اقدام سے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

## مسجد بنانیکا ثواب

حدیث میں ہے کہ فرمایا بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں  
کوئی مسجد بناتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے (بخاری و مسلم  
عن عثمان غنی رضی اللہ عنہ)

نیز مسجد ایک صدقہ جاریہ ہے جب تک اُس میں لوگ نماز پڑھتے رہیں گے  
اُس کو ثواب پہنچتا رہے گا۔ احادیث میں مسجد بنانے کے بڑے بڑے فضائل ہیں  
لیکن یہ ضروری نہیں کہ بے ضرورت بھی مسجدیں بنائی جائیں اگرچہ صدقات کے  
دوسرے مصارف مال کے محتاج ہوں اور مساکین پریشان ہوں جیسا کہ آج کل  
بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی صدقہ کرنا چاہتے ہیں تو اُس کو مسجد ہی



میں لگانا چاہتے ہیں اگرچہ مسجد میں اُس کی ضرورت بھی نہ ہو۔ بلکہ انسان کو ضرورت کے مواقع دیکھنے چاہئیں۔ خیرات اور صدقات کے جس مد میں زیادہ ضرورت دیکھے اُس میں صرف کرے اگر شہر میں غریب اور مساکین زیادہ محتاج ہیں تو ان میں تقسیم کرنا اولیٰ ہے۔ اور اگر محلہ میں مسجد نہیں تو اُس میں مسجد بنانا اولیٰ ہے۔ اور اگر کسی شہر میں مدارس اسلامیہ میں مال کی زیادہ ضرورت ہے تو اُس میں صرف کرنا اولیٰ ہے بہر حال مصارف میں سب سے پہلے دیکھنے کی چیز ضرورت اور حاجت ہے۔ اور پھر دوسرے درجات۔

گھروں میں مسجدیں بنانا۔ سنت ہے کہ اپنے گھر میں کوئی جگہ خاص نماز کے لئے کر لی جائے اور اس کو پاک و صاف رکھا جائے اور اس میں خوشبو وغیرہ لگائی جائے۔ حدیث میں اس جگہ کے لئے مسجد ہی کا لفظ بولا گیا ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں میں مسجدیں بنانے کا حکم دیا ہے اور یہ کہ ان کو صاف رکھا جائے اور ان میں خوشبو لگائی جائے (رواہ ابو داؤد و الترمذی)

اگرچہ ان جگہوں میں نماز پڑھنے کی عام اجازت نہ ہونے کی وجہ سے یہ بالکل مسجد کے حکم میں نہیں لیکن تاہم حدیث میں ان کو بھی مسجد کہا گیا ہے۔ نیز عورتیں اگر اعتکاف کرنا چاہیں تو اسی گھر کی مسجد میں کر سکتی ہیں۔

خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے۔ ہر مسلمان کے لئے مستحب ہے کہ اپنے گھر میں ایک مسجد بنائے جس میں سنتیں اور نوافل پڑھا کرے لیکن اُس کے واسطے (بالکل) مسجد کا حکم نہیں مثلاً عورتیں بحالت حیض اُس میں داخل ہو سکتی ہیں بخلاف مساجد کے کہ ان میں داخل ہونا جائز نہیں۔ (خلاصہ ص ۲۲۲ نمبر ۱۸)

## مسجدیں نقش و نگار وغیرہ کی ضرورت چیریں بنانا

مسئلہ مسجد کی دیواروں اور فرش میں رنگ برنگ کے پیل بوڑے نکالنا جو



نماز میں خیال کو منتشر کرتے ہوں مکروہ ہے اور بالخصوص محراب میں اور قبلہ کی دیواریں زیادہ مکروہ ہے (شامی اور خلاصۃ الفتاویٰ)

حدیث میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جب کسی قوم کا کام بگڑتا ہے تو وہ اپنی مسجدوں کو نقش و نقوش اور بیل بوٹوں سے آراستہ کرنے لگتے ہیں (ابن ماجہ)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم اپنی مساجد کو مزین کرنے لگو (جو کہ نماز میں مغل ہو) اور اپنے قرآنوں کو ایسا آراستہ کرو (جو حضور قلب میں خلل انداز ہو) تو سمجھ لو کہ یہ تمہاری ہلاکت کا وقت ہے۔ (منتخب الکثر)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ مساجد کی تزئین مفطر کو یہود و نصاریٰ کا دستور فرماتے ہیں اور اس سے ناراضی کے کچھ میں مشیین کوئی فرماتے ہیں۔

تم مساجد کو مزین کر رہے جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے کیا۔ (ابوداؤد)

لیکن یہ یاد رہے کہ صفائی اور چیز ہے اور تزئین اور گل کاری اور شئی۔ مساجد کی صفائی سنت ہے اور ضروری چیز ہے جس کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب آئے گا۔ اور بے حد زینت اور نگاریاں مکروہ و مذموم۔

البتہ اگر لکڑی یا گچھ اور چوڑے وغیرہ کے کچھ نقش بنائے جائیں تو مضائقہ نہیں لیکن اسکا بھی ترک کرنا اولیٰ ہے۔ اور خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے کہ ان جائز بیل بوٹوں میں بھی روپہ صرف کرنے سے اولیٰ یہ ہے کہ اُس کو فقر اور سائیں پر صرف کیا جائے

مسئلہ یہ سب چوڑے اور گچھ وغیرہ کے بیل بوٹے بنوانا بھی اس وقت درست ہے کہ بنوانے والا ان کو اپنے مال سے بنوا رہا ہو۔ لیکن اگر وقف یا چندہ سے مسجد بنائی جاتی ہے تو جب تک وقف کرنے والا یا چندہ دینے والے اس کی اجازت نہ دیں اس وقت تک ہرگز جائز نہیں اور اگر مہتمم مسجد نے بلا اجازت چندہ یا وقف کا روپہ جائز

نقش و نقوش میں صرف کیا تو وہ اس روپہ کا ذمہ دار ہوگا

مسئلہ کے درجہ



مساجد میں سب سے بڑا رتبہ مسجد حرم کا ہے کیونکہ وہ ہی سب مسجدوں کا قبضہ اور  
 اور اصل اصول ہے جو شخص اُس میں ایک نماز پڑھتا ہے اُس کو ایک لاکھ نمازوں کا ثواب  
 ملتا ہے۔ پھر اُس کے بعد مسجد نبوی اور مسجد قصصے ہیں کہ اُن میں ایک نماز پڑھنے والے کو  
 پچاس ہزار نمازوں کا ثواب دیا جاتا ہے پھر اُن کے بعد شہر کی جامع مسجد ہے کہ اُس میں  
 ایک نماز پڑھنا سو نمازوں کا ثواب ہے اور پھر محلہ کی مسجد ہے اُس میں ایک نماز کا ثواب  
 پچیس نمازوں کی برابر دیا جاتا ہے یہ تفصیل بعینہ حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے  
 بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے (مشکوٰۃ عن ابن ماجہ)

لیکن محلہ والوں کے لئے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا بہ نسبت جامع مسجد کے افضل  
 واجب ہے۔ سلف صالحین صحابہ و تابعین کا تعامل اس پر شاہد ہے کہ سب بیچگانہ  
 نمازیں اپنے اپنے محلہ کی مسجد میں پڑھتے تھے اُن کو چھوڑ کر جامع مسجد میں نہ جاتے تھے  
 اس سے معلوم ہوا کہ عام لوگوں کے لئے یہ فضیلت صرف نماز جمعہ کی ساتھ مخصوص ہے  
 البتہ اہل محلہ کے لئے بیچگانہ نمازوں میں بھی پانسون نماز کا ثواب ہوگا۔

اسی لئے الاشباہ والنظائر میں ہے۔ یعنی محلہ کی مسجد (اہل محلہ کے لئے)  
 جامع مسجد سے افضل ہے۔ مگر جبکہ جامع مسجد کا امام عالم ہو تو پھر جامع مسجد ہی افضل  
 ہے۔ (اشباہ ص ۱۹۵)

مسئلہ دکانداروں کے لئے رات کے وقت محلہ کی مسجد وہی ہے جو اُن کے  
 مکان کے قریب ہے اور دن کو جو مسجد اُن کی دکان کے قریب ہے وہ ہی محلہ کی مسجد  
 سمجھی جائے گی۔ (کذا فی الاشباہ ص ۱۹۵)

فائدہ۔ بظاہر ملازمت پیشہ لوگوں کے لئے بھی یہی حکم ہوگا۔ یعنی دن میں جو مسجد  
 ملازمت کی جگہ سے قریب ہو وہ محلہ کی مسجد کے حکم میں ہے اور رات کو گھر کے قریب  
 کی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

مسئلہ شرح اشباہ و نظائر وغیرہ میں ہے کہ طالب علم کے لئے اپنے  
 استاد کی مسجد محلہ کی مسجد سے زیادہ افضل ہے تاکہ تعلیم میں امداد ملے۔



# مساجد کی صفائی کا بیان

حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے کہ مسجدوں کو صاف رکھا جائے اور ان میں خوشبو بکھیر لی جائے (مشکوٰۃ عن جامع الترمذی و سنن ابی داؤد)  
 آج کل جیسا کہ عموماً ہر کام میں افراط و تفریط کا دور دورہ ہے۔ مساجد کی صفائی میں بھی یہی آفت پیش آئی ہے۔ کہیں تو صفائی میں حد سے بڑھ کر اس کو تزخرف اور تزیین کی حد تک پہنچا دیا گیا۔ مسجدیں طرح طرح کی گلدکاریوں سے آراستہ و پیراستہ نظر آتی ہیں جو کہ مکروہ ہے جیسا کہ اوپر ذکر کیا ہے۔

اور کہیں یہاں تک بے پروائی اور غفلت سے کام لیا گیا ہے کہ العیاذ باللہ مسجدوں میں کوڑیاں لگی ہوئی ہیں۔ جالے تے ہوئے ہیں۔ گرو وغبار سے آلودہ ہیں۔ دیواریں اور زمین تیل کے بد نما دھبوں سے خراب ہیں جو یقیناً مساجد کی بے حرمتی ہے اور کسی طرح جائز نہیں۔

حدیث میں ہے کہ ملائکہ کو بھی ان تمام چیزوں سے ایذا پہنچتی ہے جن کی آدمیوں کو ایذا پہنچتی ہے۔

تو جب ایک انسان اپنے مکان کو اس طرح کوڑے کباڑ سے آلودہ دیکھتا نہیں چاہتا تو ملائکہ اللہ باوجود لطافت طبع کے کب اس کو پسند کر سکتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کی صفائی کا خود اہتمام فرماتے تھے۔ حضرت زید ابن اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں مساجد میں چمچر کاڑھا جاتا تھا اور جھاڑودی جاتی تھی (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۳)  
 اور حضرت یعقوب ابن زیدم سے روایت ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کان یقیم غبار المسجد بجریدۃ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

ترجمہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے غبار کو کھجور کی ٹہنی سے صاف کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۳)  
 اور حضرت مطلب بن عید الشہین حنظلہ



سے روایت ہے کہ "حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ گھوڑے پر سوار ہو کر مسجد قبا میں تشریف لے گئے اُس میں نماز پڑھی۔ پھر فرمایا: اے یرقا (کسی شخص کا نام ہے) مجھے ایک کھجور کی ٹہنی لا دو۔ اُس نے لا کر دے دی۔ آپ نے ایک کپڑے سے اپنی کمر باندھی اور تمام مسجد میں جھاڑو دی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ ص ۲۶۶)  
حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کے اعمال کے ثواب سب میرے سامنے پیش کر گئے یہاں تک کہ ایک تنکا جس کو کسی شخص نے مسجد سے نکال دیا ہو (اُس کا ثواب بھی پیش کیا گیا اور میرے سامنے امت کے گناہ بھی سب پیش کئے گئے۔ پس میں نے کوئی گناہ اس سے بڑا نہیں دیکھا کہ ایک آدمی قرآن مجید کی کوئی سورۃ یا آیت یاد کر کے پھر بھول جائے (مشکوٰۃ از ابوداؤد و ترمذی)

اور حدیث میں ہے کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی جب اس کا انتقال ہوا تو چونکہ راست کا وقت تھا صحابہ نے یہ سمجھ کر کہ اگر ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کی گئی تو آپ تشریف لائیں گے اور اندھیرے میں آپ کو تکلیف ہوگی اُس کو خود ہی نماز پڑھ کر دفن کر دیا اور آپ کو اُس وقت اطلاع نہیں کی جب صبح کو آپ کو اطلاع ہوئی تو فرمایا۔

اذا مات لکم میت فاذا فونی فی رأتیہا فی	جب تم میں سے کسی کا انتقال ہو تو مجھے خبر کر دیا کرو میں نے اس
الجہنہ لما كانت تلتقط من القذا فی المسجد	عورت کو جنت میں دیکھا ہے اس لئے کہ وہ کھدے کوڑا باز
(منتخب الکثر عن البیہم کبیر للطبرانی)	اٹھا دیتی تھی۔

**مسئلہ** مسجد میں تھوکتا جائز ہے۔ حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ البزاق فی المسجد خطیئة۔

اور حدیث میں ہے کہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

من بزق (الی) بین عینہ۔ تو جھنڈ۔ جو شخص مسجد کے جانب قبلہ میں تھوکتا ہے اور



پھر دفن (یا صاف) نہیں کرتا تو وہ قیامت کے دن سخت گرم ہو کر آئے گا۔ یہاں تک کہ اُس کے ماتھے پر گر گرے گا۔ (منتخب الکفر)

مسئلہ مسجد میں لہسن اور پیاز اور مولیٰ لانا یا اُس کو کھا کر مسجد میں داخل ہونا ناجائز ہے۔ (در مختار و طریقہ محمدیہ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرمایا  
من اكل هذه الشجرة المنتنة فلا يقرب من مسجدنا فان الملائكة تتأذى مما يتأذى منه  
الانس۔ (بخاری و مسلم)

ترجمہ جو شخص کہ بدبودار درخت (یعنی پیاز) کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے اس لئے کہ فرشتوں کو بھی اُن تمام چیزوں سے ایذا پہنچتی ہے جن کو انسانوں کو ایذا ہوتی ہے۔

مراد یہ ہے کہ جب تک اُس کی بدبو منہ سے نہ جائے اُس وقت تک مسجد میں داخل ہواور یہی حکم ہے ہر بدبودار چیز کا جیسے حقہ اور سگریٹ اور لہسن وغیرہ کا جیسا کہ فقہ کی معتبر کتابوں میں لکھا ہے۔ اور طریقہ محمدیہ میں مولیٰ کو بھی اسی حکم میں داخل کیا ہے۔

تنبیہ حقہ سگریٹ پینے والے کثرت سے اس میں غفلت کرتے ہیں اُن کو ہمیشہ اس کا خیال رکھنا چاہئے۔

فائدہ اس حدیث میں اگرچہ صراحت تو فقط کھانے کی چیز کا ذکر ہے لیکن چوں کہ خیر میں اُس کی دلیل بھی یہ ذکر فرمائی ہے کہ فرشتوں کو بھی اُن چیزوں سے ایذا ہوتی ہے جن سے انسانوں کو ہوتی ہے۔ اس لئے معلوم ہوا کہ یہ حکم فقط کھانے کی چیزوں میں منحصر نہیں بلکہ تمام استعمال کی چیزوں کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ اسی حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص کے کپڑوں میں پسینہ وغیرہ کی بدبو ہے تو اس کو بھی اُس وقت تک مسجد میں جانا ناجائز ہے جب تک کہ اُس بدبو کو کسی طرح زائل نہ کرے

مسئلہ اسی حدیث سے ثابت ہوا کہ مٹی کا تیل مسجد میں جلدانا جائز نہیں۔



# مسجد میں خوشبو کی دھونی دینا

مسجد میں لوہان عود وغیرہ کی دھونی دینا۔ اگر کی بتیاں جلدانا سنت ہے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہمیشہ دستور رہا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

حبثوا مساجدکم (الحی) جتروہا فی الجکم۔ (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ) اپنی مسجدوں سے بچوں اور پاکلوں کو عیسیدہ رکھو اور ان کو اپنی خرید و فروخت اور جھگڑوں اور شور سے پاک رکھو اور سزاؤ سینے اور تلوار کھینچنے کی بھی پاک رکھو اور ان کے درازوں پر وضو خانہ بناؤ۔ اور ان کو ہر جمعہ کے دن خوشبو کی دھونی دیا کرو۔

اس طویل حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منجملہ بہت سے ارشادات کے ایک یہ بھی حکم فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن مساجد کو خوشبو کی دھونی دیا کرو۔

چنانچہ ابن ابی شیبہ نے بروایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہر جمعہ کے روز مسجد میں دھونی دیتے تھے۔

افسوس کہ آج یہ سنت بالکل چھوٹ گئی ہے لوگ مساجد کے اندر طس طرح کے مکروہ تکلفات کرتے ہیں مگر اس سنت کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ آج یہ سنت بالکل مریجی ہے جو شخص اس کو زندہ کرے گا تو جب تک لوگ اس پر عمل کرتے رہیں گے اس کو ثواب ملتا رہے گا کیونکہ حدیث میں ہے

عن ابی ہریرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر

ماتہ شہید۔ مشکوٰۃ شریف

حضرت ابو ہریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص میری امت کے فاسد ہونے کے بعد میری سنت میں کرمارے گا اس کو شہید رکھا تو اس کا ثواب ملے گا۔

## مسجد کی طہارت جانیئے آداب اس کا ثواب



تمام دنیا کے شاہی درباروں اور عدالتوں کے خاص خاص آداب مقرر ہوتے ہیں جن کو ہر شخص جانتا ہے چوں کہ مسجد تمام بادشاہوں کے پیرا کرنے والے کا عظیم الشان دربار ہے اس لئے اُس کے بھی کچھ آداب ہیں جو اس دربار کے ناظم یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سکھائے ہیں۔ ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ اُن کو معلوم کرے اور اُن کے موافق چلنے کی کوشش کرے اور وہ آداب یہ ہیں جب کوئی مسجد میں جانا چاہے تو اُسے چاہئے کہ پہلے اچھی طرح طہارت اور وضوء کرے اور پھر مسجد کی طرف چلے۔ کیونکہ حدیث میں ہے۔

من خرج من بیتہ (الی) فاجزہ کاجرا المعتمر - مشکوٰۃ عن ابوداؤد

ترجمہ جو شخص اپنے گھر سے پاک صاف ہو کر فرض نماز کے لئے نکلا تو اُس کا ثواب ایک حج کرنے والے کی برابر ہے جو احرام باندھ کر چلا ہو۔ اور جو شخص چاشت کی نماز کے لئے پاک ہو کر مسجد کو جاتا ہے تو اُس کا ثواب ایک عمرہ کرنے والے کی برابر ہے بشرطیکہ اُس کی غرض مسجد میں جانے سے اس نماز کے سوا کچھ نہ ہو۔ کیونکہ ایک دوسری حدیث میں ہے۔ من اتی المسجد لشیء فہو حظہ۔ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ (جو شخص مسجد میں جس کام کے لئے آتا ہے وہ ہی اُس کا حصہ ہے۔ یعنی جو نماز یا ذکر اللہ کے لئے مسجد میں حاضر ہوتا ہے تو اُس کو وہی ملتا ہے۔ اور اگر کسی دنیوی غرض یا باتوں کے لئے جاتا ہے تو نیکیوں میں اس کا حصہ نہیں۔ بلکہ خسار کا حصہ صرف وہ ہی کام جس کے لئے مسجد میں آیا ہے۔

اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص اپنے گھر سے مسجد کی طرف نکلتا ہے تو اس کا اعمال نامہ لکھنے والا فرشتہ اُس کے ہر قدم پر دس نیکیاں لکھتا ہے۔ (منتخب لکثر)

اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز کے لئے مسجد کو جاتا تھا تو آپ آہستہ آہستہ قریب قریب قدم رکھتے تھے۔ (منتخب لکثر عن الطبرانی)



نیز حضرت ابو امامہ (صحابی) نے ایک مرتبہ لوگوں سے خطاب کر کے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ میں (مسجد میں جانے کے وقت) اچھوٹے چھوٹے قدم کیوں رکھتا ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ بندہ جب تک نماز کی طلب اور تیاری میں رہتا ہے نماز ہی کے حکم میں سمجھا جاتا ہے۔ (منتخب لکھنؤ مستدرک حاکم و معجم کبیر لطبرانی وغیرہ)

اور حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ ثواب نماز میں اُس شخص کے لئے ہے جو زیادہ دور سے چل کر آتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے جس میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو سلمہ سے فرمایا ہے۔

ای سلمہ اپنے پہلے بی گھروں میں رہو۔

تمہارے قدم نیکیوں میں لکھے جائیں گے۔ (مسلم)

لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مسجد کے قریب رہنے کی کوئی فضیلت نہیں۔ جیسا کہ مسجد کے پڑوس کی فضیلت بیاں کرتے ہوئے لکھا جا چکا ہے۔ بلکہ ثواب حاصل کرنے کے مختلف درجات اور مختلف صورتیں قریب رہنے والے قرب سے نفع اٹھائیں اور دور رہتے والے کثرت اقدام سے اپنی نیکیاں بڑھائیں۔ ارحم الراحمین کی حیرت کا دروازہ ہر شخص کے لئے ہر وقت کھلا ہوا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد کی نماز جماعت کے ساتھ بہ نسبت گھر یا دکان میں تنہا نماز پڑھنے کے پچیس گن زیادہ ثواب رکھتی ہے اور یہ زیادتی اس لئے ہے کہ مرد جب وضو کرتا ہے۔ اور وضو کو اچھی طرح کام سنوں اور مستحبات کے ساتھ کرتا ہے پھر سجدہ ہی کی طرف نکلتا ہے اور صرف نماز ہی کے لئے نکلتا ہے۔ (نہ کسی دنیوی کام کے لئے) پس جب وہ قدم اٹھاتا ہے تو ہر ایک قدم کے بدلے میں اُس کا ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے اور ایک خطا معاف کی جاتی ہے۔ پس جب نماز پڑھتا ہے تو جب تک وہ اپنی جگہ بیٹھا رہے



فرشتے اُس کے لئے یہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے اللہ اُس پر رحم کر۔ اللہ  
اُس پر رحم کر۔ اور ایک روایت میں ہے کہ فرشتے اپنی دعا میں یہ بھی کہتے ہیں کہ اے  
اللہ اس کو بخش دے۔ اے اللہ اس کی توبہ قبول کرے جب تک کہ وہ اس میں کسی کو  
تکلیف و ایذا نہ پہنچائے اور وضو نہ توٹے (مشکوٰۃ عن الصمیمین بخاری و مسلم)

قائد جس وقت مسجد میں جانے کے لئے گھر سے نکلے تو یہ دعا پڑھنی چاہئے۔  
اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ السَّامِعِينَ عَلَيْكَ وَبِحَقِّ مَنْشَأِي هَذَا فَإِنِّي لَمَّا خَرَجْتُ  
أَشْرَأُ وَأَلَارِيَاءُ وَلَا سُمْعَةً خَرَجْتُ اتِّقَاءَ مَخْطِئِكَ وَابْتِغَاءَ رِضَاكَ أَسْأَلُكَ أَنْ  
تُقَدِّمَنِي مِنَ النَّارِ وَأَنْ تَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي۔ (رواہ ابن السنی فی عمل الیوم واللیلہ من نوام)

مسئلہ مسجد میں جانے کے وقت وقار اور سکون کے ساتھ چلنا چاہئے۔ دوڑنا  
نہ چاہئے۔ حدیث میں ہے جب مسجد کے دروازہ پر پہنچے تو یہ دعا پڑھے۔ اللہ  
افتحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاعْفُ عَنِّي۔

ترجمہ اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور مجھے  
بخش دے اس کے بعد نہایت ادب کے ساتھ مسجد میں داخل ہو۔  
حکایت۔ بعض بزرگان سلف سے نقل کیا جاتا ہے کہ جب وہ مسجد کے دروازے  
پر پہنچتے تھے تو بوجہ خوف کے ان کا رنگ سرخ ہو جاتا تھا لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ  
لوگ جب دنیا کے کسی حاکم کے دربار میں جاتے ہیں تو ان پر اس کا رعب چھا جاتا  
ہے اور ڈرتے ہیں کہ کوئی بات عدالت کے آداب اور حاکم کی شان کے خلاف  
نہو جائے تو کیا میں احکم الحاکمین کے دربار کی اتنی بھی وقعت فکروں جتنی ایک اوق  
حاکم کی کیجانی ہے۔ اس خوف سے میرا رنگ سرخ ہو جاتا ہے کہ کہیں اس دربار کی شان  
کے خلاف کوئی بات صا و نہو جائے۔

پھر جب مسجد میں داخل ہو تو مستحرب ہے۔ بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھ  
ے جس کو تحیۃ المسجد کہتے ہیں۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعلیم فرمائی  
ہے۔ (مشکوٰۃ عن الصمیمین)



**مسئلہ**۔ لیکن یہ تحیۃ المسبح صرف ظہر عصر عشاء میں مستحب ہے۔ فجر کی نماز سے پہلے سوائے سنت فجر کے اور کوئی نفل نہ پڑھنا چاہئے اور مغرب کی نماز سے پہلے بھی کوئی نفل پڑھنا مستحب نہیں ہے۔

**مسئلہ**۔ جو شخص کثرت سے مسجد میں آتا جائز رہتا ہو تو اس کے لئے ہر روز صبح ایک مرتبہ دو رکعتیں پڑھ لینا تحیۃ المسبح کے لئے کافی ہے (اشباہ و منہجہ)

## اُن کا ہوں کا بیان جو مسجد میں ناجائز باتیں

**مسئلہ** جس شخص کو غسل کی حاجت ہو اس کو مسجد میں داخل ہونا حرام ہے اور اسی طرح حائضہ اور نفاس والی عورت کے لئے بھی مسجد میں داخل ہونا حرام ہے (در مختار و اشباہ و منہجہ وغیرہ) لیکن عید گاہ اور مدرسہ اور خانقاہ وغیرہ اس بارہ میں مسجد کے حکم میں نہیں ہے (در منتہی الصلوات)

**مسئلہ** مسجد میں نجاست کا داخل کرنا جائز نہیں اور اسی لئے ناپاک تیل کو مسجد میں جلا ناجائز نہیں اگرچہ مسجد سے باہر اس کا جلا ناجائز ہے۔

**مسئلہ** مسجد میں بچوں اور پاگلوں کو داخل کرنا حرام ہے اگر ان کی نجاست کا گمان غالب ہو ورنہ مکروہ ہے۔ (اشباہ و النظائر)

حدیث میں ہے جئہ و امسا جئکم صبیانکم بحائینکم یعنی اپنی مسجدوں سے بچوں اور پاگلوں کو دور رکھو۔

**مسئلہ** مسجد میں میت کا داخل کرنا ناجائز ہے۔ اور اس کی نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے البتہ جو چوترا مسجد کے صحن وغیرہ میں اسی کام کے لئے بنایا گیا ہو اس میں نماز جنازہ مکروہ نہیں اور وہ قند مسجد کے حکم میں ہے۔ (اشباہ و منہجہ وغیرہ)

**مسئلہ** جو کو مار کر مسجد میں ڈال دینا مکروہ ہے۔ اور یہی حکم کھٹمل کا بھی ہے چنانچہ ہے واللہ اعلم بالصواب۔



مسئلہ مسجد میں پیشاب کرنا حرام ہے اگرچہ کسی برتن لیا جائے۔ اسی طرح مسجد میں فصد لینا بھی حرام ہے اگرچہ خوں برتن میں جمع کیا جائے۔

مسئلہ مسجد کے اجزاء میں سے کوئی چیز اینٹ یا چونا وغیرہ لینا بھی ناجائز ہے اسی طرح مسجد کے فرش کی مٹی لینا بھی ناجائز ہے۔ البتہ اگر ایک جگہ ڈھیر لگا ہوا ہو یا تھوڑی سی بغرض تبرک لے لے تو جائز ہے اور یہی حکم کعبہ شریف کی مٹی کا ہے (اشباہ و نظائر)۔  
لیکن یہ سب اس وقت ہے کہ جب فرش مسجد تختہ اینٹوں یا پتھر کا نہ ہو۔ اور اگر فرش تختہ ہو تو پھر وہاں سے مٹی اٹھانا مسجد کی صفائی میں داخل اور عین ثواب ہے (کذا فی حاشیۃ الاشباہ للمحموی)

مسئلہ مسجد میں تھوکنے کا بھی حرام ہے اس کا مفصل بیان صفائی مسجد کے تحت میں گذر چکا ہے

مسئلہ مسجد میں وضو کرنا اور کلی کرنا بھی ناجائز ہے۔ اگرچہ مستعمل پانی کسی برتن میں جمع کرتا رہے۔ (بدائع و حاشیہ اشباہ)

مسئلہ البتہ معتکف کے لئے جائز ہے کہ مسجد میں وضو کرے یا پیر دھوئے اور مستعمل پانی کسی برتن میں جمع کرتا رہے اس طرح کہ مستعمل پانی مسجد میں نہ گرے ورنہ اس کے لئے بھی جائز نہیں۔ (بدائع الصنائع)

مسئلہ مسجد میں کنواں کھودنا ناجائز ہے البتہ اگر پہلا کھد ہوا ہو تو اس کو باقی رکھا جاسکتا ہے۔ (اشباہ)

مسئلہ اگر مسجد کے دو دروازے ہوں تو ایک سے داخل ہو کر دوسرے سے گذر جانا اور مسجد کو گذر گاہ (راستہ) بنانا جائز ہے البتہ اگر کسی عذر سے کبھی اتفاقاً مسجد میں سے گذر گیا تو مضائقہ نہیں لیکن اس کی عادت ڈالنا ناجائز ہے اور وہ شخص جو ایسا کرے فاسق ہے۔ (اشباہ و نظائر و فتیۃ الفتاویٰ)

مسئلہ مسجد میں درخت بونا بھی ناجائز ہے البتہ اگر سیلابی اور تری کو دور کرنے کے لئے درخت لگائے جائیں تو مضائقہ نہیں۔ (اشباہ)



مسئلہ مسجد میں دستکاری کرنا بھی ناجائز ہے۔ مثلاً کپڑا سینا۔ ٹوپی وغیرہ بننا اور  
کا جڑنا وغیرہ ہر قسم کی دستکاری مسجد میں ممنوع ہے یہاں تک کہ حدیث و تفسیر اور  
فقہ کے مسائل بھی اجرت پر لکھنا مسجد میں ناجائز ہے۔

مسئلہ بچوں کو قرآن شریف وغیرہ اجرت لیکر مسجد میں پڑھانا باتفاق ناجائز ہے اور بلا اجرت  
محض ثواب کے لئے بعض فقہار نے اجازت دی ہے (کذا فی الاشباہ)

لیکن بعض فقہار اس کو بھی جائز نہیں سمجھتے کیوں کہ حکم حدیث مسجد میں بچوں کا داخل  
کرنا ہی ناجائز ہے۔ (کذا فی حاشیۃ الاشباہ عن الترمذی)

مسئلہ البتہ اگر کوئی شخص مسجد میں بیٹھ کر اس لئے دستکاری کرتا ہے کہ مسجد کی  
حفاظت کرے اور حفاظت مسجد کی اس کے علاوہ صورت نہ تو پھر مضائقہ نہیں (اشباہ)  
مسئلہ کسی مصیبت کی وجہ سے مسجد میں بیٹھنا مکروہ ہے (اشباہ) اس مسئلہ کی  
تفصیل ضمیمہ رسالہ ہذا یعنی آداب المساجد میں ملاحظہ فرمائی جائے۔

مسئلہ مسجد میں عقد نکاح مستحب ہے۔ اس مسئلہ کی مزید تفصیل ضمیمہ میں دیکھئے۔  
مسئلہ مسجد میں جماع کرنا اور پانچ خانہ پھرنا اگرچہ کسی برتن میں ہو حرام ہے اور مسجد کی  
چھت بھی ان تمام احکام میں مسجد ہی کے حکم میں ہے اس لئے کہ جس زمین مسجد کی  
اُس کا بالائی حصہ آسمان تک اُسی حکم میں رکھا گیا ہے۔ البتہ اگر بوقت بننا مسجد اُس کا  
بالائی حصہ یا تحتانی حصہ نہ خانہ یا دکان کے لئے مسجد سے مستثنیٰ کر لیا گیا ہو تو وہ مسجد  
نہ کے حکم میں نہ ہوگا۔ یہ استثناء اُس وقت جائز ہوگا جبکہ اُس کی آمدنی مسجد پر وقف  
ہو (کما سیات)

مسئلہ جس شخص نے کوئی بدبو دار چیز کھائی ہو اس کو مسجد میں داخل ہونا سو وقت  
تک جائز نہیں جب تک بدبو اپنے منہ سے دور نہ کرے۔ حدیث میں ہے کہ آن  
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لہسن یا پیاز کھائے وہ ہماری مسجدوں سے  
الگ رہے اس لئے کہ جن چیزوں سے انسانوں کو ایذا ہوتی ہے فرشتوں کو بھی اُن سے  
تکلیف پہنچتی ہے جیسا کہ صفائی مسجد کے بیان میں گذر چکا ہے۔



طبرانی کی روایت میں نبی کو بھی لہسن اور پیاز کی ساتھ شمار کیا ہے۔ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جس شخص کے منہ میں پیاز وغیرہ کی بدبو پائی جاتی تھی اس کا ہاتھ پکڑ کر مسجد سے باہر نکال دیا جاتا تھا۔ (حاشیہ اشباہ)

فائدہ علامہ ابن قیمؒ نے طب نبوی میں لکھا ہے کہ جو شخص مولی کھانے کے وقت شروع ہی میں اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے تو منہ میں اس شخص کے بدبو پیدا نہوگی۔ (حاشیہ اشباہ)

مسئلہ جو آدمی گندہ دہن ہو اس کا حکم بھی ایسا ہی ہے جیسے لہسن پید کھانے والے کا۔ (حاشیہ اشباہ)

مسئلہ گندہ دہن اور لہسن و پیاز کھانے والے آدمی کو دوسرے نمازی اپنی پاس کھڑے ہونے سے منع کر سکتے ہیں۔

مسئلہ حقہ سگریٹ پینے والے اور تمباکو کھانے والے کا بھی تمام چیزوں میں یہی حکم ہے۔ جب تک تمباکو کی بدبو منہ سے دور نہ کرے مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں۔ والد سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ اس آدمی کو جو جذام (کوڑھ) میں مبتلا ہو مسجد کے گھروں اور پیالوں سے پانی پینے سے منع کیا جاسکتا ہے۔ (حاشیہ اشباہ)

مسئلہ جس شخص کے کپڑوں میں پسینہ کی بدبو ہو یا اور کسی چیز کی بدبو ہو۔ جیسے تیلیوں اور مچھلیوں کے کپڑوں میں ہوتی ہے تو اس کا حکم بھی بعینہ وہ ہے جو لہسن اور پیاز کھانے والوں کا ہے۔ جب تک بدبو دار کپڑے علیحدہ نہ کریں مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں۔

امام مالکؒ نے فرمایا ہے کہ تلی اور مچھلی کے کپڑے صاف نہ تو تو صفائی میں کھڑے نموں بلکہ آخر صف میں کھڑے ہوں۔ (حاشیہ اشباہ نمبری)

مسئلہ موزی آدمی اور جانوروں کو مسجد سے روکا جاسکتا ہے۔

مسئلہ مسجد کے اندر جنبانہ کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (حاشیہ اشباہ نمبری)



مسئلہ اگر جنازہ مسجد سے باہر ہو اور جماعت مسجد کے اندر پڑھی جائے تو یہ بھی مکروہ ہے لیکن بضرورت کیا جائے تو جائز ہے (اس مسئلہ کی مزید تفصیل ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیں) مسئلہ مسجد میں خرید و فروخت اور جملہ عقود (معاملات) نکاح کے علاوہ ناجائز نہیں البتہ معتکف کے لئے بقدر حاجت جائز ہے بشرطیکہ سامان فروخت مسجد میں داخل نہ کرے مسئلہ گم شدہ چیز کے لئے مسجد میں اعلان کر کے تلاش کرنا بھی ناجائز ہے البتہ اگر مسجد ہی میں کوئی چیز گم ہوئی ہو تو اس کو وہاں لوگوں سے دریافت کر سکتا ہے۔

مسئلہ مسجد میں اشعار پڑھنا اور کھانا کھانا اور سونا جائز نہیں البتہ اگر اشعار نصیحت و وعظ کے ہوں یا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح یا حقانیت اسلام کے متعلق ہوں تو اس کو مسجد میں پڑھنا اس شرط پر جائز ہے کہ نمازیوں اور ذکر و شغل کرنے والوں کو اس سے تشویش نہ ہو۔

مسئلہ مسافر اور معتکف کیلئے مسجد میں کھانا اور سونا جائز ہے۔ (اشباہ)

مسئلہ جو دنیا کی باتیں خارج مسجد جائز اور مباح ہیں مسجد میں وہ بھی ناجائز ہیں اور جو خارج مسجد بھی ناجائز ہوں وہ مسجد میں سخت حرام ہیں۔

فتح القدیر میں لکھا ہے کہ مسجد میں دنیا کی باتیں نیکیوں کو اس طرح کھا لیتی ہیں جس طرح لکڑیوں کو کھا لیتی ہے۔ اور خزائنہ الفقہ میں لکھا ہے کہ جو شخص مسجد میں دنیا کی باتیں کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے چالیس دن کے عمل ضبط کر دیتا ہے۔ (اشباہ) مسئلہ اگر باتیں کرنے کی غرض سے مسجد میں نہ بیٹھے بلکہ اتفاقی طور سے کوئی دنیا کی ضروری بات آہستہ سے کہہ دے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (اشباہ)

لیکن اوسلئے ہے کہ اس سے بھی بچے جیسا کہ صحابہ کرام اور سلف صالحین کے

عمل سے نظام ہے۔ حضرت رضی اللہ عنہ مسجد میں بیٹھے تھے ان کا غلام آیا اور کچھ دنیا کی بات ان سے دریافت کرنے لگا۔ آپ وہاں سے اٹھ کر مسجد سے باہر آ گئے اور پھر جواب دیا۔



مسئلہ مسجد میں ذکر جہر کرنا اور آواز سے تلاوت قرآن کرنا وغیرہ سب ناجائز ہیں (فقہ اعتقاد)  
 البتہ اگر مسجد میں کوئی آدمی نماز یا تسبیح و تحلیل وغیرہ میں مشغول نہ ہو تو پھر بعض علماء  
 نے اجازت دی ہے (بیان ذکر مذکور للشیخ عبد الوہاب الشیرازی) اور بعض علماء نے مسجد میں جہراً  
 ذکر کرنے اور جہراً قرآن پڑھنے کو مطلقاً ناجائز فرمایا ہے۔ (اس مسئلہ کی مزید تفصیل اور پوری  
 تحقیق ضمیمہ سالہ ہذا میں ضرور دیکھئے۔)

تنبیہ افسوس کہ لوگ آج کل اس سے بہت غافل ہیں اکثر تو دنیا کی باتوں ہی میں  
 اس قدر شور کرتے ہیں کہ مہذب چوپالوں اور شستگاہوں میں بھی ایسا نہیں ہوتا۔ خدا  
 کی پناہ۔ شریعت اسلام تو مسجد میں آواز سے تلاوت قرآن اور ذکر جہر کو ناجائز قرار دے  
 اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں کہ بازاروں کے شور سے بچو اور مسلمانوں کا دعوے  
 کرنے والے دنیا کی باتوں سے مسجد کو بازار کا نمونہ بنائیں۔

ہر گزم بادرنمی آید ز روئے اعتقاد      ایں بہما کردں و دین ہمیرداشتن

خدا مقدس فرشتے اُن کے دستِ ظلم سے سخت ضیق میں ہیں وہ خوش ہیں کہ ہم  
 مسجد سے ثواب گٹھری باندھ کر لے چلے لیکن۔

خواجہ پندارد کہ دارو حاصل      حاصل خواجہ بجز پندار نیست

ثواب کا تو کہنا کیا ڈر ہے کہ کہیں پہلے کئے دھڑے عمل بھی اس گستاخی اور  
 بے ادبی کی نذر نہ ہو گئے ہوں۔

حاصل خود کرد صرف یکمیا      پیچ چیز از یکمیا حاصل نکرد

جب مہلح شور سے تمام انسانوں اور فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے تو اس ناجائز  
 طوفان بے تمیزی سے کیا کچھ ایذا نہ ہوتی ہوگی اور فرشتے کیا کچھ اُس کے لئے بد دعا نہ کرتے  
 ہوں گے۔ یاد رہے کہ جو لوگ مسجدوں میں شور کر کے تسبیح و تحلیل کرنے والے  
 اور نماز پڑھنے والے فرشتوں اور انسانوں کے ذکر میں مشغول میں خلل ڈالتے ہیں  
 وہ اس آیت کے ماتحت وعید میں داخل ہیں۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذَكَّرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا۔



ترجمہ اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو خدا کی مسجدوں میں اس کے ذکر کو منع کرے اور مسجدوں کے ویران ہونے کی کوشش کرے۔

یہ آیت اگرچہ کفار کے بارہ میں نازل ہوئی ہے لیکن مسلمانوں کے لئے یہ اور بھی زیادہ ڈرنے کی چیز ہے کہ ان کے افعال کفار کے مشابہ ہونے لگیں پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ آیت میں ذکر اللہ سے منع کرنے اور مساجد کی بربادی میں کوشش کرنے سے یہ مراد نہیں کہ کفار نے مسجد پر قفل ڈال دیا تھا یا اس کے منہدم کرنے کی کوشش کرتے تھے کیونکہ یہ واقعات کے خلاف ہے بلکہ ذکر اللہ کی ممانعت اور مسجد کی بربادی سے مراد صرف یہ ہے کہ وہ لوگ شور و شغب وغیرہ کے ذریعہ سے اس قسم کے اسباب پیدا کرتے تھے جو ذکر اللہ میں حارج ہوں اور اسی کو مسجد کی بربادی کہا گیا کیوں کہ مسجد کی آبادی ذکر سے اور بربادی اس کے چھوڑنے سے خدا کے لئے وہ مسلمان ذرا خدا سے ڈرین جن کی حرکات سے لوگوں کی نفرت اور ذکر اللہ میں حرج ہوتا ہو۔

حکایت۔ ایک مرتبہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نماز میں تھے ایک شخص آیا جو کچھ چیز لئے ہوئے تھا اس کو صف کے آگے ڈال دیا اور خود نماز میں شریک ہو گیا (جیسا کہ آج کل عموماً کیا جاتا ہے) فاروق اعظم جب نماز سے فارغ ہوئے تو اسکو سزا دی کہ تو نے نمازیوں کو تشویش میں ڈالا۔ (کتاب الاعتصام للشاطبی)

اس سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کو نمازیوں کے آگے اس طرح ڈالنا یا اٹھانا کہ انکی توجہ اس کی طرف پھر جائے بُرا ہے۔ لیکن اگر ضرورت حفاظت اپنے ضرور سامان کو اہستہ سے اس طرح سامنے رکھ دے کہ نمازیوں کو تشویش نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ مسجد میں ہوا خارج کرنا ناجائز ہے اس لئے کہ فرشتوں کو ہر اسی چیز کے ایذا ہوتی ہے جس سے انسانوں کو ایذا ہوتی ہے۔ (اشباہ و مناشیہ شبابہ) تنبیہ اس حکم (عدم جواز) سے معتکف بھی مستثنیٰ نہیں ہے بلکہ اس ضرورت کے لئے بھی مسجد سے باہر جاننا اسی طرح جائز ہے جیسے پیشاب پاخانہ کے لئے۔



مسئلہ مسجد میں جگہ کرنا بھی ناجائز ہے۔

مسئلہ مسجد میں فرش بچھانا اور چراغ جلانا سنت ہے لیکن صرف اُسی حد تک کہ جس کی ضرورت ہے۔

مسئلہ مسجد کا چراغ تہائی رات تک جلایا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد اگر کوئی شخص بیٹھے تو اپنا چراغ جلائے (خلاصۃ الفتاویٰ) البتہ اگر اہل چند تصریحاً تمام رات جلانے کی اجازت دیدیں تو پھر جائز ہے۔

مسئلہ خاص خاص راتوں میں مثلاً رمضان میں ختم قرآن کی رات میں زیادہ چراغ یا قندیل وغیرہ روشن کرنا بدعت اور جائز ہے اور بہت سے مفاسد پر مشتمل ہے۔ اول تو اس میں مجوس کی عبادت اور ہندوؤں کی دوالی کی ساتھ مشابہت ہے اور حدیث میں کافروں کی ساتھ مشابہت پیدا کرنے پر سخت وعیدیں آئی ہیں مثلاً حدیث میں ہے مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔ (رواہ احمد و حسنہ السنخاوی فی الفتاویٰ الحسنہ)

یعنی جو شخص کسی قوم کے ساتھ مشابہت پیدا کرے وہ انہیں میں سے ہے دوم اس چراغان کی وجہ سے مسجد کھیل تماشہ کی جگہ بن جاتی ہے چھوٹے بچے اور نااہل لوگ جمع ہو کر شور کرتے ہیں (حاشیہ اشباہ مختصر)

مسئلہ جو شخص مسجد کے ایک دروازہ سے داخل ہو کر دوسرے سے گزرنے کا عادی ہو گیا ہو وہ گناہ گار اور فاسق ہے (اشباہ)

مسجد میں اپنے نماز پڑھنے کے واسطے کوئی جگہ مقرر کر لینا بھی منع ہے اور اگر کوئی شخص ہمیشہ ایک ہی جگہ بیٹھا رہتا ہو تو یہ جگہ اُس کے لئے شرعاً متعین نہیں ہوتی اگر کوئی شخص اُس سے پہلے جا کر اُس جگہ بیٹھ جائے تو اُس کو وہاں سے اٹھانے کا حق نہیں۔ (اشباہ مع حاشیہ)

مسئلہ اہل محلہ کے لئے جائز ہے کہ وہ ایک مسجد کی دو کردیں یا دو مسجدوں کی ایک بنا دیں۔ (اشباہ)



مسئلہ ایک مسجد کا سامان مثل لوٹے یا صفت بوریہ وغیرہ کا دوسری مسجد میں  
عارضی لینا جائز نہیں۔ (اشباہ)

مسئلہ مسجد میں اپنے گھروں کا سامان رکھنا جائز نہیں۔ البتہ فتنہ عامہ جنگ وغیرہ  
کے زمانہ میں اگر عام خوف ہو تو اس وقت گھروں کا سامان مسجد میں بند کیا  
جاسکتا ہے۔ (اشباہ)

مسئلہ مسجد کے دروازہ کو قفل لگانا جائز ہے۔ اگر سامان مسجد کو ضائع  
ہونے کا خوف ہو تو کسی آدمی کے ذریعہ سے حفاظت کی جائے۔  
(خلاصۃ الفتاویٰ صفحہ ۲۲۷ جلد ۱)

اگر حفاظت کی اور کوئی صورت نہ ہو تو پھر اس طرح قفل لگانا جائز ہے کہ نمازوں کے  
اوقات میں کھول دیا جائے۔ (خلاصۃ الفتاویٰ عن الجامع الصغیر)  
مسئلہ مسجد میں بوریہ وغیرہ رکھنے کے لئے کوئی چھوٹی سی کوٹھڑی بنالی جائے  
تو جائز ہے۔

مسئلہ مسجد کا چراغ اپنے گھر یا حجرہ میں لیجنا جائز نہیں۔ (خلاصۃ الفتاویٰ جلد ۱)  
فائدہ اسی حکم میں مسجد کے لوٹے اور دیگر سامان بھی داخل ہیں۔  
مسئلہ اگر مسجد میں ایک طرف وعظ ہو رہا ہے اور دوسری طرف قرائت  
قرآن توجو آدمی عالم نہیں اور معانی قرآن مجید کو خود نہیں سمجھتا اس کے لئے وعظ سننا  
اوسلئے ہے اور جو خود قرآن مجید کے معانی سمجھتا ہے اس کے لئے قرآن مجید  
سننا اولئے ہے۔ (شامی)

مسئلہ مسجد کی دیواروں پر لکھنا درست نہیں۔ (مختار)  
مسئلہ اگر مسجد کی چھت یا دیوار وغیرہ میں تیر گاڑ دیا اور کوئی جانور لگھو نسلا بنالے  
تو اس کا گردینا جائز ہے۔ لیکن مسجد کے علاوہ اور جگہوں میں نہ گرایا جائے کیونکہ  
حدیث میں ہے۔ اقربوا للطیر علی مکناہا یعنی پرندوں کو اپنے مکھنسلوں میں زخمی  
نہ کیجئے۔ اس مسئلہ کی پوری تحقیق غنیمت میں مذکور ہے۔



مسئلہ اگر مسجد میں تنگی ہو تو نماز پڑھنے والے کو حق ہے کہ بیٹھے ہوئے آدمی کو اس کی جگہ سے ہٹا دے اگرچہ وہ ذکر یا قرات قرآن یا درس تدریس میں مشغول ہو یا مستکف ہو۔ (قنیہ)

## مسئلہ چاندی کے چند صفوں کا

مسئلہ اگر مسجد میں جماعت ہوتی ہو اور صفوف سے علیحدہ کوئی شخص امام کے پیچھے اقتدار کرے تو یہ اقتدار درست ہو جائے گی مثلاً مسجد کے ایک حصہ میں جماعت ہو رہی ہے اور درمیان میں چند صفوں کی جگہ چھوڑ کر کچھ آدمی اس امام کے اقتدار میں نماز پڑھنا شروع کر دیں تو نماز ادا ہو جائے گی۔ اور علاوہ مسجد کے اور کسی مکان میں اس طرح اقتدار ہی جائز نہیں ہوتی اور اسی بناء پر نماز بھی بصورت اقتدار نہیں ہوتی۔ بلکہ علاوہ مسجد کے اور سب جگہوں میں صحت اقتدار کے لئے اتصال صفوف شرط ہے۔ (قنیہ در مختار وغیرہ)

مسئلہ مسجد کے احاطہ میں جو عموماً سہ دری یا کمرے وغیرہ بنے رہتے ہیں یا خالی صحن پڑا رہتا ہے جس کو فناء مسجد کہتے ہیں اُس کا حکم بھی اس بارہ میں مسجد ہی کا سا حکم ہے یعنی صحت اقتدار کے لئے اتصال صفوف شرط نہیں۔ (خلاصۃ الفتاویٰ جلد ۱)

مسئلہ عید گاہ کا بھی اس معاملہ میں مسجد کا سا حکم ہے اگرچہ اکثر احکام میں عید کا حکم مسجد نہیں۔

تنبیہ مسجد میں بغیر اتصال صفوف کے بھی اقتدار ہو جاتی ہے اور فرض نماز ذمہ سے سابق ہو جاتی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایسا فعل کرنا جائز ہے کیونکہ جماعت میں صفوف کا متصل کرنا اور درمیان کی گنجائش کو بھرنا واجب ہے اور اس کے خلاف کرنے پر حدیث میں سخت سخت وعیدیں مذکور ہیں اور درمیان کی گنجائش کو بھرنے کا بہت بڑا ثواب عظیم ہے۔

حدیث میں اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یا تو اپنی صفوں



کو درست کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہرے کو مسخ کر دے گا۔ (مشکوٰۃ)

مسئلہ جو مسجد نماز جنازہ یا عید کے لئے بنائی جائے اُس کے لئے اتصال صفوف کے علاوہ اور مسائل میں مسجد کا حکم نہیں۔ (خلاصہ ص ۲۲ جلد ۱)

مسئلہ اگر محلہ میں دو مسجدیں ہوں تو ان میں جو قدیم ہے اُس میں نماز پڑھنا افضل ہے اور اگر قدامت میں دونوں برابر ہوں تو جو گھر سے زیادہ قریب ہو اُس میں افضل ہے اور اگر قریب میں بھی برابر ہوں تو پھر اختیار ہے کہ جس میں چاہے پڑھے پھر اگر دونوں مسجدوں میں سے ایک کی جماعت کم ہو اور دوسری کی زیادہ ہو اگر یہ شخص عالم ہے تو اُس مسجد میں نماز پڑھے جس کی جماعت کم ہے تاکہ اُس کی وجہ سے اُس کی جماعت بڑھ جائے ورنہ اختیار ہے جس میں چاہے پڑھے لیکن مناسب یہ ہے کہ دونوں میں سے جس کا امام زیادہ نیک اور مسئلہ مسائل کا جاننے والا ہو اُس کو اختیار کرے (خلاصہ الفتاویٰ ص ۲۲ جلد ۱)

مسئلہ جس شخص کو اپنے محلہ کی مسجد میں جماعت نہ ملی تو اچھا یہ ہے کہ کسی دوسری مسجد میں جا کر جماعت سے پڑھے یا اپنے گھر لوٹ جائے اور وہاں اپنی اہل کے ساتھ پڑھے۔

مسئلہ اگر اپنے محلہ کی مسجد میں تکبیرہ اولیٰ یا ایک دو رکعت فوت ہونے کا خیال ہو تب بھی افضل یہی ہے کہ اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھے دوسری مسجد میں نہ جائے اگرچہ وہاں پوری جماعت مل سکتی ہو۔ (خلاصہ ص ۲۳ جلد ۱)

مسئلہ اگر اپنے گھر میں نماز شروع کی اور پھر محلہ کی مسجد یا اور کسی مسجد میں اقامت کی آواز سنی تو نماز کو نہ توڑے بلکہ پوری کر لے۔ (خلاصہ ص ۱)

مسئلہ آذان کے بعد بغیر نماز پڑھے مسجد سے نکلنا ناجائز ہے جبکہ یہ مسجد محلہ کی مسجد ہو۔ ورنہ جائز ہے کہ وہاں سے نکل کر اپنے محلہ کی مسجد میں نماز ادا کرے بشرطیکہ محلہ کی مسجد میں جماعت ملنے کا یقین ہو لیکن اس صورت میں بھی افضل یہی ہے کہ وہاں سے نہ نکلے۔



مسئلہ مسجد میں برقی پنکھا لگانا جائز ہے لیکن ابن الحاج علی رحمہ اللہ نے نہ دخل  
میں اس کو بھی ایک درجہ کی بدعت فرمایا ہے کیوں کہ زمانہ سلف صالحین میں اسکا  
دستور نہ تھا انتہی۔ مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا ہے  
کہ اگرچہ اس کے بدعت شریعہ ہونے میں تاہل ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ  
ترک ہی افضل ہے اور اسی میں سلف کا پورا اتباع ہے۔ (مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحی صاحب)  
مسئلہ فاحشہ عورت نے اگر اپنی حرام آمدنی سے مسجد بنادی تو وہ مسجد نہیں ہے  
اور نہ اسکو اس کا کوئی ثواب۔ (مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحی) اس مسئلہ کی مزید تفصیل اور پوری  
تحقیق ضمیمہ سہ ماہی میں ملاحظہ فرمائی جائے۔

مسئلہ کسی مسجد کو عمدہ بنانے کی غرض سے منہدم کرنا جائز نہیں جب تک کہ  
اُس کے گرجانے کا خطرہ نہ ہو اور اگر منہدم ہو جانے کا خطرہ ہو تو اہل محلہ کیلئے اُس کا گردینا  
جائز ہے۔ کذا فی اسراج المنیر۔ (از مجموعہ الفتاویٰ)

مسئلہ اگر کوئی مسجد شکستہ اور ویراں ہو کر نماز پڑھنے کے قابل نہ رہے یا جو محلہ وہاں  
آباد تھا وہ ویران ہو گیا اور اس بنا پر وہاں مسجد کی ضرورت نہ رہی تب بھی وہ قیامت  
تک مسجد ہی رہے گی کسی کی ملک نہ بنے گی۔ درمختار اور البحر الرائق وغیرہ  
میں اسی پر فتوے دیے ہیں۔

مسئلہ اگر کوئی مسجد اس طرح بنائی جائے کہ نیچے دکانیں یا تہ خانہ وغیرہ بنا کر  
ان کی چھت پر مسجد کا صحن یا مسجد کی کوئی عمارت رہے تو یہ اس شرط پر جائز ہے کہ  
نیچے کی دکانیں مسجد کی طرح وقف ہوں اور ان کی آمدنی مسجد کے مصلح میں  
صرف ہو اور اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ مسجد کی چھت پر کوئی مکان بغرض مصلح  
مسجد بنا دیا جائے۔ ان دونوں صورتوں میں اُس مسجد کی مسجدیت میں کوئی خلل نہ  
آئے گا چنانچہ فتاویٰ شامی میں بحوالہ اسعاف نقل کیا ہے۔

وبہ صرح فی الاسعاف فقال واذا کان السرداب والعلو لمصلح المسجد او  
کانا وقفاً علیہ صار مسجداً۔



ترجمہ یعنی اگر مسجد کے نیچے کا خانہ یا اوپر کا بالا خانہ مسجد ہی کے سامان وغیرہ رکھنے کے لئے ہو یا مسجد پر وقف ہو یعنی اور اُس کی آمدنی مسجد میں صرف ہوتی ہو تو یہ مسجد ہو جائے گی۔ (اس مسئلہ کی مکمل تحقیق ضمیمہ رسالہ ہدایس ملاحظہ فرمائیے)

مسئلہ اس صورت میں نیچے کی دکانیں اور اوپر کا مکان وغیرہ مسجد میں داخل نہ ہوگا اور اسی بنا پر اُن کا کرایہ پر دنیا اُن میں تجارت کرنا غسل کی حاجت والے آدمی اور عین و نفاس والی عورت کا اُن میں داخل ہونا وغیرہ سب جائز ہوگا۔

تنبیہ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ صورت صرف اُسی وقت ہو سکتی ہے کہ مسجد بنانے کے وقت اول ہی بنانے والے نے اوپر کے مکان یا نیچے کے خانہ یا دکان وغیرہ کو مسجد سے علیحدہ کر کے کرایہ پر دینے اور اُس کو مسجد پر وقف کرنے کی نیت کر لی ہو۔ ورنہ اگر اول مسجد بنادی گئی تو پھر بعد میں اُس کے نیچے کوئی دکان یا اوپر کرایہ کے لئے مکان بنانا ہرگز جائز نہیں کیوں کہ مسجد کے اوپر آسمان تک اور نیچے زمین کی انتہا تک سب کا سب قیامت تک کے لئے مسجد ہے اُس میں سے کسی جز کو اب مسجد سے علیحدہ نہیں کیا جاسکتا اور ایسی ہی صورت کیلئے شروع رسالہ میں لکھا جا چکا ہے کہ مسجد کی چھت تمام احکام میں مسجد کی برابر محترم ہے اُس پر پیشاب پاخانہ یا جمع وغیرہ کرنا اور حائضہ عورت وغیرہ کا اُس میں داخل ہونا جائز نہیں۔

مسئلہ مسجد کے جز کو مسجد سے علیحدہ کر کے اور کوئی چیز بنانا ہرگز جائز نہیں اگرچہ وہ مصلح مسجد ہی کے متعلق ہو مثلاً مسجد کے فرش میں حوض بنانا یا زنیہ وغیرہ بنانا۔ البتہ مسجد بنانے کے وقت اول سے حوض وغیرہ کی جگہ متعین کر کے الگ کر لی جائے تو جائز ہے جیسا کہ عموماً دستور ہے۔

مسئلہ مشترک زمین میں بغیر اجازت شرکاء مسجد بنانا جائز نہیں اور اگر بنا دی جائے تو اُس میں نماز پڑھنے والے کو مسجد کا ثواب حاصل نہ ہوگا بلکہ ایسی مسجد میں نماز پڑھنا چاہیے۔ (مجموع فتاویٰ مولانا عبدالحی صاحب)



مسئلہ کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ اپنے گھر کا دروازہ مسجد کی دیوار میں کھول لے اگرچہ یہ شخص مسجد میں درس دیتا ہو۔ البتہ اگر مسجد ہی کا کوئی مکان امام کے لئے بنایا گیا ہو تو اس میں دروازہ مسجد کی طرف رکھا جاسکتا ہے (فتیۃ الفتاویٰ ص ۲۹)

مسئلہ اگر کوئی مسجد میں ان اور منہدم ہو جائے اور وہاں کوئی محلہ بھی باقی نہ رہے جس سے اس کی آبادی کی آئندہ توقع ہو۔ بلکہ وہ محض سمار پڑی ہو تو ایسی صورت میں بعض فقہاء قاضیخان۔ ملاخسرو وغیرہ نے اس کی اجازت دی ہے کہ اس مسجد کا سامان نقل کر کے کسی دوسری مسجد میں لگا دیا جائے اور اس جگہ کو محفوظ اور محترم رکھا جائے اس لئے کہ وہ قیامت تک مسجد ہی ہے۔

لیکن جمہور فقہاء کے نزدیک اس وقت بھی اس کا نقل کرنا جائز نہیں بلکہ مسلمانوں کو لازم ہے کہ اسی مسجد کی تعمیر کی کوشش کرے تاکہ اس طرف سے گزرنے والے مسلمان اس میں نماز پڑھا کریں۔ بحر الرائق۔ سعادۃ الساجد خزائن المفتیین وغیرہ فقہ کی معتبر کتابوں میں جمہور کا فتوہ اسی پر نقل کیا ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

## مسجد ضرائفی تعریف اور اس کا حکم

مسجد ضرائف اصل میں وہ مسجد تھی جس کو منافقین نے اس غرض سے بنایا تھا کہ مسجد قبلہ کی جماعت میں تفریق پیدا ہو اور مسلمانوں میں اس تفریق سے آپس کی الفت کم ہو نیز منافقین اس میں جمع ہو کر ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن و تشنیع وغیرہ کیا کریں۔ قرآن مجید نے اس مسجد کے متعلق حکم فرمایا۔ لَا تَقُمْ فِیْهِ أَبَدًا آپ اس مسجد میں کبھی کھڑے نہ ہوں جس کا مطلب یہ ہے کہ اس مسجد میں ہرگز نماز نہ پڑھیں۔

اس لئے مسلمانوں پر واجب ہے کہ جب مسجد بنائیں تو اس کا خیال رکھیں کہ اس کی غرض کسی اور مسجد کی جماعت کم کرنا یا مسلمانوں میں تفریق ڈالنا یا فخر و مباہات



ہرگز نہ ہو ورنہ نیکی برباد گنہ لازم کا مصداق ہوگا۔ اور یہ مسجد مسجد ضرار کے مشابہ ہوگی۔ اس مسئلہ کی تفصیل ضمیمہ میں دیکھیے۔

تفسیر کشاف میں نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت فاروق اعظمؓ کی ہاتھ پر ملک فتح کئے تو آپ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ اپنے اپنے محلوں میں مسجدیں بنائیں مگر ایسی دو مسجدیں نہ بنائیں کہ جن میں ایک سے دوسری کو ضرر نہ پہنچے یعنی کسی ایک کی غرض دوسری مسجد کی جماعت توڑنا اور کم کرنا نہ ہو۔

مسئلہ اگر ایک مسجد کے نمازیوں میں آپس میں کسی وجہ سے اختلاف رہتا ہو اور بعض رض رفع فساد کوئی فریق دوسری مسجد بنائے تو یہ مسجد مسجد ضرار کے حکم میں داخل نہ ہوگی۔

مسئلہ اگر کسی مسجد میں مقلدین اور غیر مقلدین کا آپس میں جھگڑا رہتا ہو اور کوئی فریق دوسری مسجد بنائے تو یہ بھی مسجد ضرار کے حکم میں نہیں۔

مسئلہ اگر محلہ میں مسجد موجود ہے لیکن کچھ لوگ کاروبار میں رہنے کی وجہ سے وہاں کی جماعت میں شریک ہونے سے محروم رہتے ہوں وہ لوگ اگر اپنے گھروں کے بالکل متصل مسجد بنائیں تو یہ بھی مسجد ضرار میں داخل نہیں بشرطیکہ ان کی غرض مسجد قدیم کی جماعت توڑنا نہ ہو۔ لیکن پھر بھی اولیٰ یہ ہے کہ نماز مسجد قدیم میں ادا کی جائے۔ (مجموعہ فتاویٰ) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

## عید گاہ کا حکم

اسی رسالہ میں گذر چکا ہے کہ اقتداء کے مسئلہ میں عید گاہ کا حکم مسجد کی برابر ہے یعنی عید مسجد میں باوجود صفوں کے متصل ہونے کے اقتداء درست ہے ہی عید گاہ میں اگرچہ صفیں متصل نہ ہوں تب بھی امام کے ساتھ اقتداء درست ہو جائیگی۔ اس کے علاوہ اکثر احکام میں عید گاہ کا حکم مسجد کے خلاف ہے مثلاً غسل کی حاجت والا آدمی اور عیض و نفاس والی عورت اس میں داخل ہو سکتی ہیں۔ مزید تفصیل دوسرے ضمیمہ میں۔



## ضمیمہ مسائل ضروریہ

ماخوذ از امداد الفتاویٰ از افادات حکیم الامتہ محی السنۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم

مسئلہ۔ ایک مسجد میں دو جگہ تراویح پڑھنا بشرطیکہ ازراہ نفسانیت نہ ہو اور آوازوں کے تصادم نہ ہو تو تکلیف نہ ہو جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ ایک ہی امام کیساتھ سب پڑھیں جیسا کہ بخاری کی حدیث میں عبد الرحمن ابن القاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ میں ایک روز مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ کوئی شخص تنہا تراویح پڑھ رہا ہے اور کوئی دو چار آدمیوں کیساتھ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ان سے تفرق پڑھنے والوں پر کوئی تشنیع نہیں فرمائی مگر ایک امام کیساتھ پڑھنے کو افضل فرمایا (بخاری جلد اول صفحہ ۲۲)۔

مسئلہ۔ نابالغ کی زمین میں مسجد بنانا جائز نہیں اگرچہ وہ اجازت دیدے۔ (تمہ امداد الفتاویٰ صفحہ ۱۲)

مسئلہ۔ اگر گورنمنٹ کوئی زمین مسجد کیلئے دیدے اور اسکو واپس نہ دے تو یہ وقف جائز ہے اور اس زمین پر جو مسجد بنی ہو وہ مسجد کے حکم میں داخل ہے کیونکہ وقف علی مسجد حکم میں وصیت للعیسٰی کے ہوا وغیر مسلم اگر کسی مسجد کیلئے وقف کرے تو اسکا حکم ایسا ہے کہ اگر وہ اسکو ثواب سمجھتا ہے وصیت صحیحہ ہے ورنہ نہیں پس موجودہ گورنمنٹ اگر مسجد کیلئے زمین دیتے تو ثواب سمجھتی ہے تب تو وقف کے صحیح ہونے میں شبہ ہی نہیں اور اگر اسکا یہ اعتقاد نہ ہو تو اسکی توجیہ یہ ہے کہ یہ زمین جو گورنمنٹ دیتی ہے وہ حقیقت میں رعایا کی ہوتی ہے اور ممبران میونسپلٹی کے مشورے سے دیتی ہے اور ممبران میونسپلٹی دلیل ہو سکتے ہیں رعایا کے اور رعایا میں یا ہندو ہیں یا مسلمان اور اکثر ہندو بھی ایسے مصارف کو قربت و ثواب ہونیکا اعتقاد رکھتے ہیں لہذا یہ وقف جائز ہے۔ (تمہ صفحہ ۱۲۹ ج ۱)

مسئلہ۔ کافر اگر مسجد میں چندہ دے تو اس میں تفصیل ہے کہ اگر کافر اسکو ثواب سمجھتا ہے تو لینا صحیح ہے ورنہ نہیں جزیہ کی کتاب وصیت میں تفصیل ہے مگر گفتگو اس میں ہے کہ آیا لینے والے کی رائے معتبر ہو یا اسکو مذہب کا حکم مشہور ہو اور احقر کے نزدیک سب صحیح ثانی ہے یہ تو حکم فی نفسہ ہے لیکن عواض خارجیہ کو دیکھتے ہوئے کفار کا چندہ لینا منکاب معلوم نہیں ہوتا کیونکہ ان میں انکا احسان مسلمانوں پر ہو گا والا سلام یعلموا لا یعلموا (تمہ امداد الفتاویٰ صفحہ ۱۲ ج ۱)

مسئلہ۔ کسی ملوک کان کی مٹری مسجد میں کھانا اگر آمدت کیلئے ہو تو جائز ہے اور اگر محض ہوا وغیرہ کیلئے کھولا ہے اور جس دیوار میں کھڑکی لگوتی ہے وہ اسکی ملکوت ہے اور کوئی غرض فاسد نہ ہو نیز اس مسجد و اہل مسجد کو کسی قسم کا ہرج و مرج نہ پہنچے تو جائز ہے اور اگر کوئی نقصان یا سبب استیلائی ہو تو یہ جائز نہیں۔ مثلاً وہاں کو مسجد میں دھواں جائے۔ یا خس و خاشاک اس کو پھینکا جائے تو یہ صحیح ہے۔ (امداد الفتاویٰ مستخرجاً من بعض عبارات اہل بیت)

مسئلہ۔ مساجد میں آواز اٹھانے کرنا جائز ہے جیسا کہ فقہانے نے طویل سحر کی اجازت لکھی ہے (تمہ صفحہ ۱۲ ج ۱)



# دال المساجل ادا المساجل

بعد الحمد والصلوة آداب المساجد ایک رسالہ ہے مؤلف محمد شفیع صاحب دیوبندی سلمہ کا۔ اُس کے طبع مکرر کے وقت مولوی صاحب نے رسالہ کے بعض مقامات پر نشان بنا کر مجھ سے نظر ثانی کی استدعا فرمائی اُن مقامات پر میں نے جو لکھا ہے اُس کا نام دال المساجد (یعنی نشان کمانی القاموس بابل الہمزہ کما قرأہ السوئی) رکھ دیا۔ اول قور سے رسالہ کی نشان کردہ عبارت نقل کی گئی اور جہاں کچھ استفساری عبارت تھی اُس کے بعد وہ لکھ دی پھر قول سے اپنا مشورہ لکھ دیا اور دو مقام پر بلا درخواست کچھ مضمون ضروری سمجھ کر لکھ دیا۔ اور اسی مانہ میں دو سوال دوسری جگہ سے آگئے تھے ان کا جواب بھی بننا بہت رسالہ بطور ضمیمہ کے اُس کے ساتھ ملحق کر دیا۔ وبالله الاستعانة والیہ الاتجاہ والاسئکانہ۔

کتاب

اشرف علی۔ ۱۳۱۱ رمضان ۱۳۱۱ھ

## اُن کاموں کا بیان جو مسجد میں ناجائز یا مکروہ ہیں

قولہ (مسئلہ) کسی مصیبت کی وجہ سے مسجد میں بیٹھنا مکروہ ہے (اشباہ) اقول۔ فقہاء کے اقوال سے اس باب میں جو احقر سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ طاعت کی تو مطلقاً مسجد میں اجازت ہے لاعارض۔ اور معصیت کی مطلقاً ممانعت ہے خواہ خاص اُس طاعت و معصیت ہی کی نیت سے مسجد میں گیا ہو خواہ پہلے ہی مسجد میں موجود ہو اور اتفاقاً اُس طاعت و معصیت کا صلہ ہو گیا ہو۔ اور جو امر نہ طاعت ہو نہ معصیت بلکہ مباح ہو اُس کے لئے خاص مسجد میں جانا تو مکروہ ہے اور اگر پہلے ہی مسجد میں حاضر ہے اور اتفاقاً اُس مباح کی حاجت پیش آئی لیکن اُس کی نیت سے مسجد میں نہیں گیا بلکہ کسی طاعت کے لئے گیا اور وہاں اُس مباح میں بھی اشتغال ہو گیا تو بشرط



عدم اٹھ جائز ہے پس اس مسئلہ کا محمل وہ صورت ہے کہ خاص اسی غرض سے مسجد میں جا کر بیٹھا کہ اہل تعزیت اگر مجھ کو میت کی تعزیت دیں گے اور بعض روایات میں جو ایسے ہی موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد میں تشریف رکھنا منقول ہے اس کا محمل یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نشر و احکام و فصل خصوصیات کے لئے مسجد میں تشریف رکھنے کا معمول پہلے سے تھا اس روز بھی اسی غرض سے مسجد میں بیٹھے چونکہ وہی جگہ بیٹھنے کی تھی اہل تعزیت وہاں ہی حاضر ہوتے رہے۔

**قولہ (مسئلہ)** مسجد میں عقد نکاح مستحب ہے۔ استفسار۔ موجودہ زمانہ میں شور و شغب کی وجہ سے منع کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔

**اقول**۔ لعب حبشہ باحراب سے زیادہ اس میں شور و شغب نہیں ہوتا اس عارض کا وہاں اعتبار نہیں کیا گیا تو یہاں کیوں کیا جاوے۔ البتہ جس مندوب مطلوب میں ایسا مفسدہ محتمل ہو وہاں خود مفسدہ کا انداد کر دنیا ضروری ہے بخلاف ایسے امر مباح یا مندوب کے جو خود شرعاً مطلوب نہ ہو وہاں خود اس مندوب و مباح ہی کو روکیں گے اور مطلوبیت نکاح فی المساجد کی خود منقول ہے۔

**قولہ (مسئلہ)** اگر جنازہ مسجد سے باہر ہو اور جماعت مسجد کے اندر پڑ ہی جاوے تو یہ بھی مکروہ ہے لیکن بضرورت کیا جاوے تو جائز ہے۔

استفسار۔ یہ فتویٰ علیٰ احد القولین عند الضرورة قابل غور ہے تصویب یا تردید تحریر فرمادی جاوے۔

**اقول** قواعد کے بحالت عذر اس پر عمل جائز معلوم ہوتا ہے کہ کافی درالختار انما تکرہ فی المسجد بلا عند فان کن فلا الی قوله واذا ضاق الامر اتسع قلت وهذا هو مرادی بالقاعدة۔

**قولہ (مسئلہ)** مسجد میں ذکر جہر کرنا اور آواز سے تلاوت قرآن کرنا وغیرہ سب ناجائز ہیں۔ (خلاصۃ الفتاویٰ الی قولہ ناجائز فرمایا ہے۔)

**اقول** اس میں اقوال بہت مختلف ہیں فیصلہ وہ ہے جو شامی نے حاشیہ جموی سے



امام سعدی کا قول نقل کیا ہے اجمع العلماء سلفاء وخلفاء علی استیذان ذکر الجماع فی المناسک وغیرھا  
الاالی لیشوش جہرہم علی نائم او مصوم او قارئ الخرج المصلی اس فیصلہ سے سب اقوال جمع  
ہو جاتے ہیں۔ اور جنہوں نے علی الاطلاق منع کیا ہے غالب یہ ہے کہ مسجد باب کے طور پر  
ہے۔ یہ تو کلام ہے خصوصیت مسجد کے اعتبار سے اور ایک کلام نفس جہر بالذکر اور  
انصات بقراءة القرآن میں ہے اس میں الخ یہ ہے کہ اگر جہر مفرط نہ ہو تو جائز ہے اور وجوب  
انصات خارج صلوٰۃ اس وقت ہے جب قراءت تبلیغ کے لئے ہو اور اس میں قرآن  
کی بھی تخصیص نہیں مطلق تذکیر کا بھی یہی حکم ہے۔ واللہ اعلم۔

قول (مسئلہ) اگر مسجد کی چہمت یا دیوار وغیرہ میں چمپکاڑ یا اور کوئی جانور گھونسلہ بنا لے  
تو اس کا گرا دینا جائز ہے لیکن مسجد کے علاوہ اور جگہ میں نہ گرایا جائے کیوں کہ حدیث  
میں ہے اقروا البطیر علی مکناتھا الخ

اقول اس حدیث سے استدلال مشکل ہے اس میں دوسرے محمل کا بھی احتمال ہے  
وہ یہ کہ جاہلیت میں پرندہ کو اڑا کر دیکھتے تھے کس سمت کو گیا اور اس سے شگون لیتے  
تھے آپ نے اس سے منع فرمایا باقی گھونسلوں کا گرا نا ظاہر اگر کسی جانور کے رہنوں سے  
مکان گندہ ہوتا ہو اس کا گرا دینا جائز معلوم ہوتا ہے البتہ اگر اندھے بچوں کے زمانہ میں کچھ  
انتظار کرے تو اقرب الی الترحم ہے۔ وھذا رد بہ ولم یستفسر منی۔

## مناسک جہر چہمت مخصوص احکام

قول (مسئلہ) فاحشہ عورت نے اگر اپنی حرام آمدنی سے مسجد بنادی تو وہ مسجد نہیں ہو  
اور نہ اسکو اس کا کوئی ثواب (مجموع فتاویٰ مولانا عین الدین)

اقول اس میں دو حکم ہیں ایک اس ثواب نہ ملنا اس کی دلیل تو نص حدیث ہے ان الله  
طیب الا یقبل الا الطیب او کما قال۔ دوسرا حکم اس کا مسجد نہ ہونا اس میں دلیل کی حاجت  
ہے صرف مولانا عبدالحی کا قول حجت نہیں مسجد کا احکام میں مسجد ہونا مسئلہ فقہیہ ہے  
سو کتب فقہ میں تحقق مسجدیت کے لئے مال کا حلال ہونا کہیں مذکور نہیں جیسے کوئی



شخص بہ نیت ریاہ وقف کرے تو گو وہ وقف مقبول نہ ہو بلکہ خوف معصیت سے لیکن وقف صحیح ہو جاتا ہے اس طرح یہ مسجد گو مقبول نہ ہو بلکہ خوف معصیت سے لیکن احکام میں مسجد ہو جاوے گی مثلاً اس کی بیع جائز نہیں اس میں حائض و جنب کا داخل ہونا جائز نہیں اس میں بول و تعویذ درست نہیں اب صرف یہ سوال باقی ہے کہ اس کو کیا کیا جاوے سو اس کا حکم کہیں منقول نظر سے نہیں گذرا لیکن قواعد سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کو بند کر کے محفوظ کر دیا جائے نہ اس میں نماز پڑھیں نہ اس کی بے حرمتی کریں البتہ اگر زمین حلال ذریعہ سے حاصل ہوئی ہو اور صرف ملکہ حرام ہے تو بجائے اس کے دوسرے ملکہ سے اس کی تعمیر کر دینا جواز انتفاع کے لئے کافی ہو جاوے گا اور ایسی مسجد نہ کہ کوئی حورام مال سے بنائی ہوئی ہے ایسی مثال ہے جیسے نعوذ باللہ کوئی شخص ناپاک سیاہی قرآن مجید لکھ لے اس میں نہ تلاوت جائے اور نہ اس کی بے ادبی جائز ہے بلکہ دفن کر دیا جاوے باقی مسئلہ نازک ہے دوسرے علماء سے بھی اس میں نظر کرائی جاوے۔

**قولہ (مسئلہ ۱)** اگر کوئی مسجد ایسی بنائی جاوے کہ نیچے دو کائیں یا تہ خانہ وغیرہ بنا کر الی آخر المسئلة التي تليها۔

**اقول** اس باب میں بعد تتبع و تفحص بالغ روایات فقہیہ کے جو میں سمجھا ہوں وہ معروض ہے (۱) ماخذ اس مسئلہ کا بیت المقدس کے سرادیب ہیں جن پر خیر القرون میں کسی نے نکیر نہیں کیا اس سے سمجھا گیا کہ مصالح مسجد کے لئے دوسرا درجہ جو بنائے مسجد کے تابع ہو مشروع ہے (۲) یہ حکم تعبدی نہیں بلکہ باشرک علت تبعیت قیاساً متعدی ہو سکتا ہے (۳) اگر مصالح ویسے ہی ہوں جو سرادیب مذکورہ سے متعلق ہوں اور تبعیت کی وہی ہیئت ہو جو اس سرادیب میں ہے تب تو قیاس جلی ہے اور اگر مصالح دوسری قسم کے ہوں جیسے وقف بلا استقلال مسجد یا ہیئت تبعیت دوسری طور کی ہو جیسے مسجد کا علو پر ہونا یا مسجد پر علو کا ہونا اس کا الحاق خفی ہے چنانچہ بہت روز تک مجھ کو اس میں تردد رہا لیکن شامی نے کتاب الوقف میں اسعاف سے ایک عبارت نقل کی ہے۔ اذا كان السراديب او العلو لمصالح المسجد او كان وقفاً عليه صار مسجداً اور بشر بن لالیہ۔ اس میں اوکان وقفاً علیہ کا عطف



کان مصلح المسجد پر ہے اس سے ظاہر ہے کہ استفادہ للمسجد کا حکم بھی یہی ہے خواہ اس کا نام  
 مصلح مسجد رکھا جاوے خواہ فی حکم مصلح المسجد رکھا جاوے بہر حال حکم مشترک ہے اور  
 ہدایہ میں ہے وروی الحسن عنہ ای عن ابی حنیفہ انہ قال اذا جعل لفسفل مسجد و علی ظہرہ مسکن فہو  
 مسجد و عن محمد عکس ہذا (ای جعل العلو مسجداً یعم ۱۲ ب) وعن ابی یوسف انہ جوز فی الوجہین وعن  
 محمد انہ حین دخل الری اجاز ذلک کلہ لما قلنا (من الضرورة) اہ ملخصاً۔ اس سے ظاہر ہے کہ  
 یہ سب تعلیلیں تعبیت کی تعلیم کی ساتھ ملحق ہیں (۴) یہ الحاق بالقیاس بضرورت ہے  
 چنانچہ ہدایہ کی مذکورہ عبارت میں ضرورت کا بناء الحاق ہونا مصرح ہے (۵) اس دوسرے  
 درجہ کی بناء مشروط ہے اس کی ساتھ مسجد کی مسجدیت کے قبل بانی کی نیت اس بناء کی ہو  
 ورنہ بعد تمامیت مسجد کے ایسا کوئی تصرف جائز نہیں۔ (۶) فقہاء نے جو مسجد کے عنان سماء و  
 تحت اشراف تک مسجد رکھا ہے یہ قید ہے اس صورت کی ساتھ جبکہ بناء مسجد کے وقت  
 دوسرے درجہ فوقانی یا تحتانی کے بنانے کی نیت نہ ہو۔ (۷) ونبہت علیہ لغفلة کثیر من الناس  
 عنہ حتی المنسوبین الی العلم۔ ان سب احکام میں بناء مسجد بھی یعنی حصہ متعلقہ مسجد مسجد ہی  
 کے حکم میں ہے۔ فی البعرائی فی المجتبى لا يجوز لقیم المسجد ان یبنی حوانیت فی حد المسجد او فناء  
 (ج ۵ ص ۱۶۹ از تہذیب ثانیہ امداد الفتاوی ص ۱۹)

## مسجد ضرار کی تعلیم اور اس کا حکم

قول مسجد ضرار اصل میں وہ مسجد تھی الی قولہ مسجد ضرار کے مشابہ ہوگی۔  
 قول ما شاء اللہ مولف سلمہ نے اس تعبیر میں کہ مسجد ضرار کے مشابہ ہوگی نہایت احتیاط  
 کا استعمال کیا ہے ورنہ اکثر اہل جرأت ایسی مسجد کو جس کی بناء ریاء یا حراء ہو مسجد ضرار ہی  
 کہہ دیتے ہیں جس سے ایہام ہوتا ہے کہ وہ مسجد ہی نہیں جیسے مسجد ضرار مسجد ہی نہ تھی اور  
 ایہام ہوتا ہے کہ اس کا ہدم یا بے حرمتی بھی جائز ہے۔ چھپے مسجد ضرار کی ساتھ ہی عمل کیا  
 گیا تو مشابہ کا لفظ بڑا کر ان سب محذور است کو دفع کر دیا یعنی انتقاء تو اسب و فساد و غرض  
 میں اس کے مشابہ ہونا کہ انتقاء مسجدیت میں بھی کیوں کہ منافقین کی تو نیت ہی مسجد بنانیکی  
 نہ تھی تبلیغ و تدبیر کے لئے اس کا نام مسجد رکھ دیا تھا اور مسلمان خواہ کسی غرض سے



مسجد بناوے نیت اُس کی مسجد ہی بنانے کی ہوتی ہے اس لئے اُس کے سب احکام  
 مثل صحت صلوٰۃ ووجوب احترام وغیرہ مسجد کے ہوں گے پس عدم قبول میں اُس کا حکم  
 وہی ہوگا جیسا ابھی مال حرام سے بنائی ہوئی مسجد کا مذکور ہوا البتہ اتنا تفاوت ہوگا کہ اُس کی  
 اصلاح کی کوئی صورت ہی نہیں اور اُس کی اصلاح تو یہ سے ہو سکتی ہے یعنی بعد توبہ کہ  
 وہ بنا، بقول ہی ہو جاوے گی۔ و هذا ایضاً ذلتہ ولم یستفسر منی

## عید گاہ کا حکم

قول اکثر احکام میں عید گاہ کا حکم مسجد کے خلاف ہے مثلاً غسل کی حاجت والا آدمی اور  
 حیض و نفاس والی عورت اُس میں داخل ہو سکتی ہے۔

اقول۔ اس کے خلاف کوئی قول نظر سے نہیں گذرا پس یہ حکم صحیح ہے البتہ اس کی بھی  
 تطبیق اہتمام رکھنا اولیٰ ہے اور یہی محمل ہے حدیث امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تبدی

المساجد فی الدور وان تطیب وتطهر او کما قال اذا رید بالدار ما یسکنون فیہا لا المجلۃ لان مسجد المجلۃ مسجد حقیقی  
 اور اگر اصل مسجد پر کسی کو مخالفت حدیث کا شبہ ہو یعنی تزلزل الحیض المصلی۔ اس کا جواب یہ ہو کہ اس اعتراض  
 کی وجہ حرمت دخول مصلی نہیں ہے بلکہ قطع صفت مصلیات بالتخلل بینین ہے۔ خوب سمجھ لو

اشرف علی ۱۳ رمضان المبارک ۱۴۶۶ھ



# مسجد کے متعلق دو استفتاء اور ان کا جواب

وز حکیم الامتہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم

## سوال اول

حضرت ابجد بن اس امر کی تعمیل نہ کر سکا کہ مسجد جاکر نماز پڑھوں ہمیں جماعت سے بدستور نماز پڑھ رہا ہوں مسجد تھانہ سے کوئی قریب ۵۰۰ قدم کے یا اس سے کچھ زیادہ فاصلہ پر ہے راستہ میں جو لوگ رہتی ہیں انکو میری آنے جانے کی وجہ سے ہوتی ہے بار بار کھڑے ہوتے ہیں منع کرتا ہوں نہیں مانتی دن میں جبکہ پانچ مرتبہ جاؤنگا تو غالباً وہ بالکل بے حجاب ہو جائیں گے اس سے عہدہ کا جو اثر بیا پر ہے وہ کم ہو جائیگا اس سے کام میں خرابی ہوگی اگرچہ خود اپنی تعظیم یا بڑائی قطعی مقصود نہیں ہے صرف یہی خیال ہے کہ عہدہ کا وقار بجا رہے اور اس عہدہ کا اب رعایا پر اثر نہ ہو انتظام و کام ٹھیک نہیں ہوتا اسوجہ سے مسجد نہیں جاتا ہوں تاکندہ جو حکم ہو اب تو صرف جمعہ کے روز اور آجکل روزانہ پانچ جاتا ہوں۔

## جواب

آپ جیسے سلیم الفہم دانشمند سے ایسا خیال عجیب ہے اول تو یہ محض توہم ہی جو تجربہ و مشاہدہ کے خلاف ہے بلکہ اس سے قابل ہوتا ہے اول تو دینداری کی یہ خاصیت ہے خاص کر جب ممتاز شخص میں دینداری ہو زبان و لہجہ اسکی مع اور قلوب میں اسکی عظمت ہوتی ہے تو یہ نسبت مع الوضوشت النفرۃ تھی پھر ہیبت مع الانس الجمیۃ ہو جاتی ہے پھر اسکی ایک لم بھی ہے جو حدیث میں وارد ہے من ھا ب اللہ ھا ب کل سب کے علاوہ اگر کسی مقام پر عوام اس خیال کے ہوں کہ ڈارچی منڈانی سے زیادہ مرعوب ہوں یہ نسبت ڈارچی رکھنے کے یا کھانے کے لباس سے زیادہ مرعوب ہونے کی نسبت اسلامی لباس کے یا اس سے بڑھ کر عیسائی ہوئی سے زیادہ مرعوب ہوتی ہوں یہ نسبت مسلمان ہونے کے تو کیا اس مصلحت کی رعایت اس سے کیا ہو سکے گی۔

(۱۳ رمضان المبارک ۱۳۲۶ھ)

## سوال دوم

## جواب

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس سلسلہ میں کہ ایک مشین ایسی ایجاد ہوئی ہے کہ مقرر کی آواز کو بہت فاصلہ تک اس طرح پہنچا دیتی ہے جس طرح پاس کے اشخاص کو پہنچتی ہے پس کیا یہ جائز ہے کہ ان مشینوں کے ذریعہ سے خطیب کی آواز کو تمام مساجد میں پہنچا دیا جائے اول ایک قاعدہ سمجھ لیا جائے جو کہ عقلی بھی ہے اور نقلی بھی اور فقہاء حنفیہ نے اس قاعدہ پر بہت احکام کو مستخرج کیا ہے وہ یہ کہ جو مباح یا مندوب درجہ ضرورت و مقصودیت فی الشرع تک نہ پہنچا ہو اور اس میں کوئی مفسدہ یا احتمال قریب محتمل ہو تو مباح یا مندوب کا ترک اور اس سے منع کرنا لازم ہے عقلی ہونا تو اس کا ظاہر ہے اور قبول فقہاء کے بعد اس کے مآخذ نقلی کی نقل ضرورت نہ تھی نیز اس کو بھی نقل کرتا ہوں سو اس کے نقلی ہونے کی تقریر یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ سبوا اللہ عدواً بغیر علم ظاہر ہے سب آگے باطلہ مباح تو ضروری ہے اور بعض حالات میں مندوب بھی مگر مقصود مستعمل نہیں کیونکہ اس کی رعایت دوسری طریق سے بھی حاصل ہو سکتی ہے یعنی حکمت و موظف و مجاہدہ حسنہ سے اور اس میں مفسدہ نہ تھا سب مشرکین لالہ الحق کا اسلوا اس سے نہی فرمایا اور اس قاعدہ کی تہیہ کے بعد جواب ظاہر ہے کہ تبلیغ صوت سامعین بعبیہ تک شرعاً غیر ضروری ہے کیونکہ عبیدین کو دوسرے غیر مخدوش ذریعہ سے تبلیغ ممکن ہے اور اس میں مفسدہ نہیں کہ لوگ اس سے گنجائش سمجھیں گے اس آگے کہ وہ اس میں استعمال کریں یا دوسرے آلات ہونے کے استعمال کر لیں لہذا ترک اور منع لازم ہوگا یہ تو اس وقت ہے جب خطیب مراد مستحق اعظا اور کچھ اور اگر اس سے مراد خطیب جمعہ و عیدین کا ہے تو اس وقت تبلیغ مشوکا غیر ضروری ہونا ظاہر ہے اسلوا کہ خطبہ میں حضور مقصود نہ کہ سماع صوت اور مفسدہ اقویٰ ہے کیونکہ اس آگے کہ مسجد میں داخل کرنا ہوگا جبکہ اس کے احترام کے خلاف ہے نیز تشبہ ہے مجاہد غیر مشروع کیسے اتنا تشبہ بنیاد پر فقہانے غرض اشجار فی المسجد کو منع فرمایا ہے اور تشبہ بالبیعة والکلیسہ سے منسلک کیا ہے واللہ اعلم۔

(۱۳ رمضان المبارک ۱۳۲۶ھ)

۱۲ محمد شفیع  
۱۳ اس سوال کا مفصل اور نہایت تحقیقاً نہ جواب رسالہ النور تھانہ جلد ۱۲ ص ۱۲۲  
۱۴ یعنی جو ارشاد ہے دنا ہے اس سے سب چیزیں برائی ہیں ۱۳



# مؤلف رسالہ ہذا کی دوسری تالیفات

ختم نبوت حصہ سوم حسین سیکرٹون اقبال صحابہ تابعین اور اہل بیت علیہ السلام کی مختصر مگر نہایت جامع اور مستند سوانح عمری نہایت سلیس عام فہم اردو میں لکھی یہ خصوصیت ایسے واقعات کا انتخاب کیا گیا ہے جو بجاے خود عقائیت اسلام اور حضرت علی علیہ السلام کی نبوت کے دلائل ہیں نیز تعدد دائرہ دلچسپی کا وسیلہ ہے اور غیرہ پر جو تحقیقات کے ادھام دین ان کی بھی قلعی کھول دی گئی ہے، لکھائی پھپھائی کا غد نہایت اعلیٰ ٹائٹل نہایت خوبصورت رنگین، باہر تہہ قیمت صرف ۱۰/-	ختم نبوت حصہ سوم حسین سیکرٹون اقبال صحابہ تابعین اور اہل بیت علیہ السلام کی مختصر مگر نہایت جامع اور مستند سوانح عمری نہایت سلیس عام فہم اردو میں لکھی یہ خصوصیت ایسے واقعات کا انتخاب کیا گیا ہے جو بجاے خود عقائیت اسلام اور حضرت علی علیہ السلام کی نبوت کے دلائل ہیں نیز تعدد دائرہ دلچسپی کا وسیلہ ہے اور غیرہ پر جو تحقیقات کے ادھام دین ان کی بھی قلعی کھول دی گئی ہے، لکھائی پھپھائی کا غد نہایت اعلیٰ ٹائٹل نہایت خوبصورت رنگین، باہر تہہ قیمت صرف ۱۰/-
آداب المساجد مسجد کے فضائل آداب، احکام اور ان کا سو کی مفصل کیفیت جو مسجد میں ناجائز یا مکروہ ہیں مصدقہ حضرت مفتی صاحب دارالعلوم دیوبند سے یہ رسالہ دراصل شیخ جلال الدین سیوطی کے ایک سالہ کی تفسیر ہے۔ ار السعیدین الشہیدین حضرت سعید ابن مسیب اور سعید بن جبیر کے نہایت دلچسپ حالات زندگی - اللہ کے راستہ میں جان بازی اور حق کے لئے ہر قسم کی قربانی مجال ظالم کیساتھ مکالمہ اور پھر نہایت عجیب طرح سے شہادت دل نہ لگے تو قیمت واپس۔ قیمت صرف ۳/-	ختم نبوت حصہ سوم حسین سیکرٹون اقبال صحابہ تابعین اور اہل بیت علیہ السلام کی مختصر مگر نہایت جامع اور مستند سوانح عمری نہایت سلیس عام فہم اردو میں لکھی یہ خصوصیت ایسے واقعات کا انتخاب کیا گیا ہے جو بجاے خود عقائیت اسلام اور حضرت علی علیہ السلام کی نبوت کے دلائل ہیں نیز تعدد دائرہ دلچسپی کا وسیلہ ہے اور غیرہ پر جو تحقیقات کے ادھام دین ان کی بھی قلعی کھول دی گئی ہے، لکھائی پھپھائی کا غد نہایت اعلیٰ ٹائٹل نہایت خوبصورت رنگین، باہر تہہ قیمت صرف ۱۰/-
درس عبرت - ایک اندلسی عالم کا نہایت عبرت انگیز واقعہ - درس تدریس مراقبہ کر کے بعد ایک نصرانی لڑکی کے عشق میں نصرانی بن کر خنزیر چرانا اور پھر اسلام کی طرف لوٹنا اور لڑکی کا مسلمان ہو کر ان کی خدمت میں آنا نہایت دلچسپ واقعہ ہے جو ناول کے پیرایہ میں لکھا گیا ہے۔ ار جوامع الکلم یعنی مختصر چہل حدیث، قیمت ۱۰/-	ختم نبوت حصہ اول دارود، حسین سوایات قرآنیہ سے ختم نبوت کا ثبوت اور مرزائیوں کے شبہات کا ازالہ ہے۔ قیمت ۱۲/-
بغرض ثواب مفت تقسیم کرنے والوں کے لئے صرف تین سو سے زائد نسخے موجود ہیں۔ یہ رسالہ احقر نے اکبر دارالعلوم کے حکم سے خاص اہتمام کیساتھ لکھا ہے۔ رسالہ طبع ہے۔ لیکن اڑھائی سو روپے آنے کے بعد طبع کیا جائے گا۔ قیمت تقریباً ۱۰/-	ختم نبوت حصہ دوم - حسین دوسو دس احادیث پیش کی گئی ہیں۔ ۱۰/-

## آداب البی

(مولوی) محمد شفیع ناظم دارالاشاعت والتدریس یونین ضلع بہار پور، دیوبند